

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228085

UNIVERSAL
LIBRARY

مِلّ شِیراز

یعنی

شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
کے حالات زندگی اور اُن کے کلام پر نقد و تبصرہ
اور اُن کے کلام نثر و نظم کا انتخاب

جس کو

جناب مولوی حافظ جلال الدین احمد جعفری زینی ایم۔ آر۔ اے۔ ایس لندن
نے ترتیب دیا اور

عبدالواسع جعفری کے اہتمام سے

مطبع انوار احمدی واقع الآباد سے چھپکر شایع ہوا

قیمت فی جلد عمر

(حقوق تالیف محفوظ ہیں)

رقعہ اول

فہرست مضامین ببل شیراز

صفحہ	عنوان مضامین	صفحہ	عنوان مضامین
۱۸	شیخ کی غزلیات اور اُس کے خصوصیات	۱	مقدمہ برکلام سعدی
۲۲	گلستاں کا انتخاب	۱	نام - لقب - ولادت -
۲۲	دیباچہ حمد باری تعالیٰ	۱	سعدی تخلص رکھنے کی وجہ
۲۵	سبب تالیف کتاب	۲	شیخ کی تربیت کا حال
۳۱	باب اول در سیرت بادشاہاں	۳	شیخ کا بغداد جانا اور مدرسہ نظامیہ میں تعلیم پانا
۴۳	باب دوم در اخلاق و رویشاں	۳	شیخ کے دل میں قوم کی دلسوزی اور
۵۲	باب سوم در فضیلت قناعت	۴	بادشاہ کی صلاح اور رعایا کی ہمدردی
۶۳	باب ہفتم در تاثیر تربیت	۴	اور لوگوں کی بھلائی کا خیال کیسے پیدا ہوا
۶۴	جدال سعدی بامدعی	۴	شیخ کی سیاحت ایشیا اور افریقہ میں
۷۳	باب ہشتم در آداب صحبت	۵	شیخ کا اتنا بابو بکر کے زمانہ میں سیاحت
۸۶	یوستاں کا انتخاب	۵	سے وطن واپس آنا
۸۶	حمد باری عز اسمہ	۵	شیخ کا تعلق دریا شاہی سے
۸۹	باب اول در عدل و راسخ	۶	شیخ کی ابا قاسم پسر بلا کو خاں سے
۱۱۰	باب دوم در احسان	۶	ملاقات اور اکی نصیحت کرنا
۱۱۹	باب سوم در عشق	۷	شیخ کا شیخ شہاب الدین سہروردی
۱۲۱	باب چہارم در تواضع	۷	سے بیعت کرنا
۱۳۰	باب ششم در قناعت	۸	شیخ کی وفات
۱۳۱	باب ہشتم در فضیلت شکر	۸	شیخ کی شاعری کی شہرت
۱۳۵	باب نہم در توبہ	۸	شیخ کے کلام پر لوگوں کی رائیں
۱۳۵	باب دہم در مناجات	۹	کلیات کی ترتیب
۱۳۹	قصائد سعدی کا انتخاب	۹	گلستاں اور بوستاں کی ترتیب
۱۵۰	غزلیات سعدی کا انتخاب	۱۱	گلستاں اور بوستاں کے خصوصیات
		۱۵	شیخ کے قصائد اور اُس کے خصوصیات

۵۳۰۵

۹۳۸۶۹۱۵

مقدمہ پر کلام سعدی

CHECKED 1956

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام شرف الدین - مُصلح لقب - سعدی تخلص ہے۔ آپ کی پیدائش کا صحیح سنہ اور تاریخ کا پتہ نہیں۔ مگر سال وفات کے حساب سے ۷۵۵ھ کی پیدائش معلوم ہوتی ہے۔

چونکہ شیخ نے اتنا پاک سعد ابن زنگی کے عہد حکومت میں شعر کہنا شروع کیا تھا۔ اور اُن کے والد شیخ عبداللہ شیرازی سعد زنگی کے یہاں کسی خدمت پر مامور تھے اس لئے انھوں نے اپنا تخلص سعدی رکھا۔

شیخ کے والد ایک با خدا شخص تھے انھوں نے ان کو بچپن ہی سے عبادت اور شب بیداری کی تعلیم دی۔ اور ہر وقت ان کے اقوال و افعال کے لگیاں رہے۔ ان کے بے موقع بولنے پر زبرد و توبیخ کرتے۔ اور بُری صحبتوں سے ہمیشہ ان کو علیحدہ رکھتے۔

یہ واقعات شیخ کے لئے ایک عمدہ سبق تھے۔ جس نے اُنکے دل میں قوم کی دلسوزی۔ بادشاہ کی اصلاح۔ رعایا کی ہمدردی۔ اور ہر طبقہ کے لوگوں کی بھلائی کا خیال پیدا کر دیا تھا۔ اسی خیال کی بدولت اُنھوں نے اپنی تمام عمر ابنائے جنت کی نصیحت اور خیر اندیشی میں صرف کی۔

ان واقعات کے بعد اُنھوں نے مستعصم باللہ کا نہایت دردناک مرثیہ لکھا ہے۔ یہ مرثیہ حقیقت میں مستعصم باللہ کا مرثیہ نہیں ہے بلکہ اسلام کا مرثیہ ہے۔ کیونکہ سلطنت عباسیہ کے خاتمہ سے مشرق سے مغرب تک جہاں جہاں عرب کے قدم جمے ہوئے تھے ایک بارگی اُس میں تزلزل آگیا۔ اور چند روز میں اُنکا اقتدار صفحہ ہستی سے ایک قلم محو ہو گیا۔ اس مرثیہ کا پہلا شعر یہ ہے ۵

آسمانِ راحتِ بودِ گر خولِ ببادِ بزمیں بر زوالِ ملکِ مستعصمِ امیرِ المومنین
جب شیخ کا جی کتاب کے مطالعہ سے سیر ہو گیا تو نسخہ کائنات کا مطالعہ شروع کیا۔ مدتِ دراز تک ایشیا اور افریقہ میں سیر و سیاحت کرتے رہے۔ اور چونکہ شیخ شاعر تھے۔ صوفی تھے۔ فقیہ تھے۔ واعظ تھے۔ رند تھے۔ شوخ طبع تھے۔ اس لئے اُنھوں نے تمام شاہِ عالم کو ہر پہلو سے دیکھا۔

شیخ نے جو وقت سیاحت شروع کی اُس وقت فارس میں اتابکانِ سلفری کی حکومت تھی۔ اس کا پانچواں حکمران سعد بن

شیخ کا ہمصر تھا۔ لیکن اُس کے آخر زمانہ تک سعدی وطن میں نہیں آئے۔

سعد زنگی نے ۳۳۷ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد اُسکا بیٹا اتابک ابوبکر تخت نشین ہوا۔ وہ نہایت شان و شوکت کا بادشاہ تھا۔ فارس کی حکومت جو دوسو برس سے تاراج گاہ بن رہی تھی اُس کے زمانہ میں عروس رعنا بن غمی۔ ہر طرف نظم و نسق قائم ہو گیا۔ جا بجا مدر سے اور درس گاہیں کھل گئیں۔ علماء فضلا اور شعرا دور دور سے کھچ آئے۔ شیخ کو جب وطن میں امن و امان کی خبر معلوم ہوئی تو شام سے عراق عجم ہو کر شیراز آئے۔ شیراز پہنچ کر شاہی تعلقات سے بالکل آزاد رہنا تو ممکن نہ تھا اسلئے ابوبکر سعد زنگی کے درباریوں میں داخل ہوئے۔ مدحہ قصائد لکھے۔ گلستاں اور بوستاں انھیں کے نام سے معنوں کیا۔

انگلیا تو جو ابا قان خان پسر بلاکو خاں کے طرف سے شیراز کا گورنر تھا۔ اُس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔

خواجہ شمس الدین خواجہ علاء الدین۔ دونوں حقیقی بھائی تھے یہی دونوں اُس زمانہ میں علم و فضل کے اصلی پشت و پناہ تھے خواجہ شمس الدین بلاکو خاں کا وزیر اعظم تھا۔ اور علاء الدین بغداد کا حاکم تھا۔ یہ دونوں بھائی شیخ سعدی کے مرید اور مقدر تھے۔

ایک بار شیخ حج سے واپس آکر تبریز آئے۔ اور خواجہ شمس الدین سے ملنے گئے۔ اتفاق سے ابا قان خاں کی سواری آرہی تھی۔ یہ دونوں بھائی ساٹھ تھے۔ شیخ نے نظر بچا کر نکل جانا چاہا۔ دونوں بھائیوں نے دیکھ لیا۔ گھوڑوں سے اتر پڑے اور جا کر شیخ کے ہاتھ پانوں چومے۔ ابا قان یہ دیکھ کر سحت متحیر ہوا۔ جب دونوں بھائی شیخ کے پاس سے اُس کے پاس گئے تو پہچان کر یہ کون شخص تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارا پرطریقیت ہے۔ سعدی شیرازی۔ ابا قان ملنے کا مشتاق ہوا۔ دونوں بھائی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور باصرار لے آئے۔ ابا قان سے دیر تک صحبت رہی۔ چلتے چلتے اُس نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ شیخ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد صرف اعمال ساتھ جائیں گے۔ اب تم کو اختیار ہے کہ اچھے اعمال ساتھ لے جاؤ یا بُرے۔ اُس نے کہا کہ اس کو نظم کر دیجیئے۔ شیخ نے برجستہ کہا شمس کہ حفظ رعیت نگاہ میدارد حلال باد خراجش کہ مزد چوپانی است و گرد راعی خلق است زہر مارش باد کہ ہر چہ بخورد از جزیت مسلمانی است ابا قان کے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ اور کہا کہ میں راعی ہوں یا نہیں۔ شیخ نے کہا کہ اگر راعی ہو تو پہلا شعر حسب حال ہے ورنہ دوسرا۔ اور چلتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔ بادشہ سایہ خدا باشد سایہ با ذات آشنا باشد

نہ شود نقل عامہ قابل خیر گر نہ شمشیر بادشا باشد
 ملکیت او صلاح نہ پذیرد گر ہمہ راے او خطا باشد
 ہر صلاحی کہ در جہاں آید اثر عدل بادشا باشد
 شیخ کی شہرت اگر چہ بقدر زمرہ شعرا میں ہوئی طبقہ علماء میں مستقر
 نہیں ہوئی۔ مگر شیخ علم تصوف کے بہت بڑے ماہر تھے۔ اور اکثر علوم
 میں بہرہ کامل رکھتے تھے۔ تصوف اور سلوک کی تعلیم شیخ شہاب الدین
 سہروردی سے حاصل کی۔ اسی سیاحت کی بدولت اسفردیا میں اُتھا
 ساتھ ہوا۔ اور اُن کے فیض صحبت سے تزکیہ نفس کے مراتب طے کئے
 چنانچہ خود فرماتے ہیں ۵

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دو لہزد فرمود بر روی آب
 یکے آنکہ بر خویش خود بی مباش دگر آنکہ بر غیر بد بی مباش
 آپ نے زہد و ریاضت کے عالم میں حج و زیارات کے لئے بڑے
 سفر کئے۔ نہایت دشوار گزار جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں پیادہ پا
 سیکڑوں کو س چلے۔ رات رات بھر پا پیادہ چلتے چلتے تھک کر چور ہو جاتا
 تھے۔ اور راستہ ہی میں پتھریلی زمین پر پڑ کر سو رہتے تھے۔ نفس کشی
 کے لئے بیت المقدس میں سقائی کی۔ لوگوں کو پانی پلانے پھرتے تھے۔
 شیخ کی وفات ۶۹۱ھ میں شیراز میں ہوئی۔ جب کہ اتابکان فارس
 کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور ملک فارس تاتاریوں کے قبضہ میں آچکا تھا۔
 کسی شاعر نے اُن کے مرنے کی تاریخ لکھی ہے ۵

دُرِ سبِّ معارف شیخ سعدی کہ در دریاے معنی بود نحو اس
 میر شوال روز جمعہ روحش بیاں در گاہ رقت از روئے بخل اس
 یکے پُرسید سال فوت گفتم و خاصاں بود زان تاریخ شد خاص
 شیخ کی عمر کسی نے ۱۲۰ اور کسی نے ۱۱۰ برس کی لکھی ہے۔ مگر اکثر
 تذکروں سے اسی قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ ۱۲۰ برس کی عمر پائی ہے
 آپ کا مزار پُر انوار مقام دلگشا سے ایک میل کے فاصلہ پر جانب
 مشرق واقع ہے۔ عمارت اُس کی بہت بڑی اور مربع ہے۔ اور قبر
 سنگین ہے۔ وہ مزار اب سعدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور
 زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

شیخ کی شاعری کی شہرت

شیخ کی جادو بیانی اور فصاحت و بلاغت کا چرچا اُن کی زندگی
 ہی میں تمام ترکستان تاتار ہندوستان میں پھیل گیا تھا۔ شیخ خود
 گلستان کے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ ”ذکر جمیل سعدی کہ در افواہ
 عوام افتادہ وصیت سخنش در بسیط زمین رفتہ“

شیخ کے کلام پر لوگوں کی رائیں

مولانا عبدالرحمن جامی نے بہارستان میں کسی شاعر کا یہ قطعہ
 نقل کیا ہے۔

در شعر سہ کس پیمبر اتند ہر چند کہ لابی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسی و الوری و سعدی
حضرت امیر خسرو دہلوی نے غزل میں شیخ کو اپنا استاد مانا ہے
فرماتے ہیں کہ سہ

خسرو و سمرست اندر ساغر معنی برکت بشیر و از میخانہ مستی کہ در شیراز بود
حضرت امیر حسن دہلوی نے بھی شیخ کے متبع پر فخر کیا ہے سہ
حسن گلے ز گلستان سعدی آورده است کہ اہل معنی گلچیں ازیں گلستان اند

کلیات شیخ

شیخ کا تمام کلام نثر و نظم فارسی شیخ علی ابن احمد ابن ابی بکر کا
مرتب کیا ہوا ہے۔ جس کو انھوں نے شیخ کی وفات کے بیالیس برس
بعد جمع کیا ہے۔ اس میں قصوف کے چند مختصر رسالے۔ گلستان
بوستان۔ پند نامہ۔ قصائد۔ غزلیات۔ مثنویات۔ رباعیات۔ مفردات
وغیرہ ہیں۔ میں اس موقع پر صرف گلستان۔ بوستان۔ قصائد اور
غزلیات پر کچھ مختصر تنقید کروں گا۔

گلستان اور بوستان

ان دونوں کتابوں کو شیخ کے کلام کا خلاصہ اور لب لباب سمجھنا
چاہئے۔ فارسی میں کہنی کتاب ان سے زیادہ مقبول و مطبوع خاص و

مأم نہیں ہوئی۔ ایران۔ ترکستان۔ تاتار۔ افغانستان اور ہندوستان میں ان دونوں کتابوں کی تعلیم تقریباً سات سو برس سے برابر جاری ہے مشرق اور مغرب کی اکثر زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے۔ علماء و شایخ نے ان کی عزت کی۔ سلاطین نے ان کو سلطنت کا دستور العمل بنایا۔ مقبول اور شاعروں نے ان کی فصاحت و بلاغت کے آگے سر جھکا یا۔ اگرچہ یہ دونوں کتابیں حسن و خوبی۔ فصاحت و بلاغت۔ تہذیب و اخلاق۔ ہند و نصیحت اور اکثر خوبیوں کے لحاظ سے ایک سے ایک بہتر ہے۔ مگر بعض وجہ سے گلستاں کو بوستاں پر ترجیح ہے۔

فارسی نظم میں لوتفوی مولانا روم اور شاہنامہ فردوسی کی شہرت اور مقبولیت شاید بوستاں سے زائد ہے۔ مگر نثر میں کوئی کتاب گلستاں سے زیادہ مقبول نہیں ہوئی۔ اس کی فصاحت و بلاغت حسن بیان لطف ادا بے مثل ہے۔ اس کے ایوان کی عمدہ ترتیب۔ اسکے فقر و لفظ کی برجستگی۔ اس کے الفاظ کی شہستگی۔ اس کے استعارات کی جزالت۔ اس کی تشبیہات و تمثیلات کی طرفگی۔ اور پھر باوجود ان تمام باتوں کے عبارت میں نہایت سادگی و صفائی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیخ نے اپنی عمر عزیز کا ایک معتد بہ حصہ اس کی تصنیف میں صرف کیا تھا۔ اور اس کی تصحیح و تہذیب میں اپنے فکر و سلیقہ سے پورا پورا کام لیا تھا۔ چنانچہ دیباچہ گلستاں کے آخر میں انھوں نے صاف کہا ہے کہ مدبر نے از عمر گرانمایہ برو خراج کردیم۔“

گلستاں کے دیباچہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب فصل بہار کے آغاز سے شروع ہوئی اور اُس کے تمام ہونے سے پہلے ختم ہو گئی۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ اُس کی ترتیب اس عرصہ میں تمام ہوئی۔ گلستاں اور بوستاں علم اخلاق کی جامع کتابیں ہیں۔ ان میں علم اخلاق کے ہر ایک باب کا مطلب اجمالاً یا تفصیلاً بقدر ضرورت موجود ہے۔ گلستاں کے طرز پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ جن میں سے تین موجود ہیں۔ بہارستان جامی۔ خوارستان خانی۔ پریشان قافی۔ ان میں تمام اہل ذوق نے سب سے بہتر بہارستان کو مانا ہے۔ مگر گلستاں کے مقابلہ میں یہ کتابیں لائی جائیں تو جس طرح آفتاب کے مقابلے میں چاند اور شمع دونوں کی روشنی کا نور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سب کا رنگ پھیکا پڑ جائے۔

گلستاں اور بوستاں کے خصوصیات

اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ان کتابوں کے مقبول ہونے کا اصل سبب یہ ہے کہ ان میں سرتاپا اخلاق و تہذیب نفس کے مضامین مندرج ہیں۔ مگر میرے نزدیک ان کی مقبولیت کی اصل وجہ یہ ہے کہ اخلاق و مواعظ کو شیخ کے سوا کسی نے ایسی خوبی و لطافت کے ساتھ فارسی زبان میں بیان نہیں کیا۔

اب سب سے زیادہ تعجب انگیز بات ان دونوں کتابوں میں

یہ ہے کہ جن باتوں میں مشرقی لٹریچر بدنام ہے وہ ان کتابوں میں اس قدر کم ہے کہ چند مقامات کو مستثنیٰ کر کے کوئی ایسی بات باقی نہیں رہتی جو زمانہ حال کے مورل اور سوخل خیالات کے خلاف ہو۔ اور یہ بات ایسی پرانی کتابوں میں جس کے زمانہ تصنیف کو ۷۰۰ برس سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ کچھ تعجب انگیز نہیں ہے۔ مثلاً مبالغہ اور اغراق جو مشرقی انشا کا خاصہ ہے۔ ان کتابوں میں اتنا کم ہے جتنا کہ ایران کے شعرا کے کلام میں سچ۔ اور جہاں ہے وہاں نہایت لطیف اور بامزہ ہے۔ سو پر نیچرل یعنی فوق العادت باتیں اور عجیب و غریب قصے بھی ان کتابوں میں بہت کم ہیں۔

۲۔ دوسری عام اور بڑی خوبی ان کتابوں میں یہ ہے کہ شیخ نے جس مطلب کو بیان کیا ہے اس کے لئے ایسا لطیف اور دلکش پیرایہ اختیار کیا ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ جیسے اس مطلب کو دو شعروں میں بیان کیا ہے کہ خاموشی عالم کے لئے زینت ہے اور جاہل کے لئے پردہ پوش۔ تراخامشی اے خداوند ہوش وقار است و نااہل را پردہ پوش اگر عالمی ہمیت خود مسد وگر جاہلی پردہ عمود مدر

مثلاً اس بات کو دو شعروں میں بیان کرتا ہے کہ کسی کی آہ و زاری سے قصائے الہی نہیں بدلتی اور قانون قدرت نہیں ٹوٹتا۔ قصداً دگر نہ شود در ہزار سالہ و آہ یہ شکر یا بہ شکایت بر آید از بے

نریشہ کو وکیل است بر خزاں باد چہ غم کند کہ بمیرد چراغ پیر زینے
 ۴۔ ان دونوں کتابوں میں یہ بات بھی تعجب انگیز ہے کہ باوجود
 دستاویح انظمی و معنوی بکثرت موجود ہیں۔ اور تقریباً نصف گلستان
 کے فقرے مسجع و مقفی ہیں۔ مگر وہ سادگی میں ضرب المثل ہیں
 اور جہاں تشرعاری کا ذکر آتا ہے وہاں سب سے پہلے گلستان
 کی مثال دی جاتی ہے۔ یہ شیخ کے کمال انشا پر دلہنی کی ایک بہت
 بڑی دلیل ہے۔

۵۔ ان کتابوں میں ایسی حکایتیں لکھی گئی ہیں جن میں باوجود
 موعظت بلع کے کسی قدر ظرافت و خوش طبعی کی بھی گنجائش ہو۔
 پھر اپنے حسن بیان سے شیخ نے تمام حکایات کو نہایت لطیف و طبع
 کر دیا ہے۔ اور کہیں سیدھی سادی حکایت میں کوئی گرم فقرہ یا
 لطیف کنایہ زیادہ کر کے اُس میں ایک نمک پیدا کر دیا ہے۔ تاکہ
 پند و موعظت کی تلخی ظرافت کی چاشنی سے دور ہو جائے۔

۵۔ اکثر نہایت پاکیزہ اور لطیف حکمتے جن سے عموماً اذہان خالی
 ہوتے ہیں ایسی معمولی اور سرسری باتوں سے نکال لیتے ہیں جو
 عام ذہنوں میں موجود ہوتی ہیں۔ جیسے ”ہر نفسے کہ فرو می رود
 محیات است۔ و چوں بر می آید مفرح ذات۔ پس در ہر نفسے
 دو نعمت موجود است۔ و بر ہر نعمتے شکرے واجب۔“

۶۔ حسن تاویل اور لطف استدلال جیسا چچا تلال کے کلام

میں پایا جاتا ہے اور شعرا کے کلام میں نہیں پایا جاتا۔ جیسے
 شنیدی کہ در روزگار قدیم شدے سنگ در دست بدلیم
 پنہاری میں قول محقول نیست چو قانع شدی سیم سنگت کیست
 ۷۔ نیچر کے بیان میں شیخ کا کلام لاثانی ہے۔ خدا کی صنعت
 اور حکمت کے متعلق وہ وہی باتیں بیان کرتے ہیں جو سب جانتے
 ہیں۔ لیکن یہ کسی کی طاقت نہیں کہ وہ ویسے پاکیزہ اور دلنشین
 بیان کے ساتھ ادا کر سکے۔

۸۔ وہ اکثر قانون قدرت سے اشیا کے حسن و قبح اور اصول
 اخلاق کے ثبوت پر استدلال کرتے ہیں۔ جیسے
 پلیدی کند گربہ بر جاے پاک چو زشتش نماید بہ پوشد بخاک
 گر آزادی از نا پسندید ہا نہ ترسی کہ بروے فتد دید ہا
 ۹۔ وہ کبھی آزادانہ اور محققانہ نصیحتیں کرتے ہیں۔ جو اگرچہ
 عام خیالات سے کسی قدر بلند ہوتی ہیں۔ مگر حد شرع سے ہرگز
 متجاوز نہیں ہوتیں۔ اس لئے اُن کو زاہد اور رند دونوں پسند
 کرتے ہیں۔

۱۰۔ جب اُن کو کسی خاص فرقے یا جماعت کے واقعی عیوب
 بیان کرنے ہوتے ہیں تو انکو ایسے عمدہ پیرایوں میں بیان کرتے ہیں
 کہ محسوس کو ناگوار نہیں معلوم ہوتے۔
 ۱۱۔ یہ بات عموماً دیکھی گئی ہے کہ جو واقعات اسلاف سے

نقل کئے جاتے ہیں وہ اتنے موثر نہیں ہوتے۔ جتنا کہ اپنی سرگزشت بشرطیکہ بیان کرنے والا نہایت فصیح و بلیغ اور اپنے جذبات ادا کرنے پر قادر ہو۔ گلستاں اور بوستاں میں چونکہ شیخ نے زیادہ تر اپنے ہی واقعات لکھے ہیں اور اُن سے نتائج استخراج کئے ہیں۔ اس لئے اُن کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ شیخ جیسا جادو بیان اُن کو بیان کرتا ہے۔

۱۲۔ جب ان کو کسی نیک کام کی ترغیب دینی ہوتی ہے تو ایسی معمولی باتیں یاد دلاتے ہیں جو اُس کام کی نسبت ہمیشہ عام کے دل میں گزرتی ہیں۔ اور اُن کی آنکھوں کے سامنے پیش آتی رہتی ہیں۔ اور جب کسی امر پر اُن کو متنبہ کرنا منظور ہوتا ہے تو ایسے صریح اور صاف نتیجے سمجھاتے ہیں جو دنیا میں ہمیشہ دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کوئی نئی بات نہیں سکھاتے۔ بلکہ بھولی ہوئی باتوں کو یاد دلاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اُس بیان کی طرف خود بخود لوگوں کے دل کھینچتے ہیں۔ اور اُن کے کلام میں ایسا مزہ آتا ہے جیسے کوئی مدت کی کھائی ہوئی لذیذ چیز برسوں کے بعد سامنے آتی ہے اور نہایت رغبت اور شوق سے کھائی جاتی ہے۔

شیخ کے قصائد

شیخ نے قصیدہ میں کچھ زیادہ نام و شہرت حاصل نہیں کی۔

اس لئے کہ انھوں نے مدح و ستائش کے طریقہ مروجہ کو مکرر دہرا کر اختیار نہیں کیا۔ مگر چونکہ اُس زمانہ کے موافق ایک ایسے نامور شاعر کو جیسے کہ شیخ تھے کچھ کچھ قصیدے کے نام سے لکھنا ضروری تھا۔ اس لئے انھوں نے کچھ قصائد لکھے ہیں۔ جو پہلے قصیدہ گوئیوں کے طرز سے بالکل مغائر ہیں۔

شیخ سے پہلے یعنی منصور بن مہدی عباسی خلیفہ بغداد کے زمانے کے شعرا کو قصیدہ گوئی اور مداحی میں گراں بہا انعام ملنے لگے تھے۔ ایک ایک شعر پر لاکھ لاکھ درہم شاعروں کو ملجاتے تھے۔ خلفا اور امرا کو اپنی تشریفیں سننے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ عباسیوں کے علاوہ اور سلسلوں میں بھی مداحوں کی نہایت قدر کی جاتی تھی۔ ایسی حالت میں شیخ کو بھی سلاطین اور امرا کی تعریف میں قصیدہ کا لکھنا ضروری تھا۔ مگر مدح سرائی کا اُس زمانے میں جو طرز تھا اُس کو اختیار کرنا شیخ کو اپنی آزاد اور حق گو طبیعت کے اعتبار سے بہت دشوار تھا۔ خصوصاً سادہ بیانی جو اُن کے طبیعت میں ودیعت کی گئی تھی۔ اُن تکلفات لایعنی سے جو قصیدہ کے لوازمات سے تھے مانع تھی۔ وہ مبالغہ اور خوشامد کو نہایت ناپسند کرتے تھے۔ شیخ نے قصائد بھی اُسی شیریں زبانی اور سادہ بیانی اور بے تکلفی کے ساتھ لکھے ہیں۔ جو اُن کے کلام کی عام خاصیت ہے۔ اُن کے قصائد سے کمال آزادی اور حق گوئی ثابت ہوتی ہے۔ انھوں نے

اکثر قصیدے اور ترجیع بند وغیرہ محض محبت اور خلوص اور دلی جوش سے لکھے ہیں۔ نہ خوشامد کی راہ سے نہ صلے اور انعام کی امید سے۔ انھوں نے جو قصیدے سلاطین عہد اور حکام وقت کی شان میں لکھے ہیں اُن کے اسلوب بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے اہل دنیا کی تنبیہ اور نصیحت و پند کے لئے قصیدے کو اُن سے خطاب کرنے کا ایک ذریعہ قرار دیا تھا۔ کیونکہ وہ بالکل مواعظ و نصائح سے بھرے ہوئے ہیں۔

شیخ پہلا شخص ہے جس نے شاعری کا صحیح استعمال کیا۔ سب سے بڑی چیز جو شیخ کے خصوصیات شاعری سے ہے آزادی ہے۔ انھوں نے سلاطین و اُمرا کی مدح کی ہے مگر نہایت آزادی سے اُن کے سطوت و جبروت یا حرص و طمع کا کوئی اثر اُن پر نہیں آئے پایا۔

ابوبکر سعد زنگی شیخ کا خاص مدوح تھا۔ انگلیا نو شیراز کے گورنر سے بھی اُن کو خاص تعلق تھا۔ ان سب کے مقابلہ میں بھی شیخ نے اپنی آزادی قائم رکھی۔ جب ہلاکو خاں نے بغداد کو تاراج کیا تو ابوبکر نے مبارکیاد کے لئے سفارت بھیجی۔ مگر شیخ نے بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم باللہ کے قتل کا مرثیہ لکھا۔ اور اس قدر پُر اثر لکھا کہ لوگوں کے دل ہل گئے۔

انگلیا نو کی مدح میں شیخ کے متعدد قصیدے ہیں۔ ہر قصیدے

میں نہایت دلیری سے اُسکو نصیحت کی ہے۔ شیخ کی شاعری عموماً جذبات سے لبریز ہے۔ وہ شاعری کو رسم و تقلید کی حیثیت سے نہیں برتتے تھے۔ بلکہ جب کوئی جذبہ پیدا ہوتا تھا اُس وقت شعر کہتے تھے۔ اسی لئے اُسکا اثر پڑتا تھا۔

شیخ کی غزلیات

شیخ کی غزلیات کے چار دیوان ہیں۔ شیخ کے پہلے النوری خاقانی ظہیر فاریابی وغیرہ نے بھی غزلیں کہی ہیں۔ مگر اُن کی غزلوں میں یہ لذت نہیں ہے۔ جو شیخ کی غزلوں میں ہے۔ انھوں نے اپنی جادو بیانی سے اس میں ایک خاص لذت پیدا کر دی ہے۔ اسلئے اُن کے دیوان کو اکثر تذکرہ نویسوں نے مکمل ان شعرا لکھا ہے۔ شیخ کے پہلے قصیدہ اور مثنوی رباعی اور قطعہ کا رواج تھا۔ مگر شیخ نے غزل کو ایسا رنگین اور بازمہ کر دیا کہ لوگ قصیدہ اور مثنوی کو چھوڑ کر غزل پر ٹوٹ پڑے۔ اس لئے بعض شعرا نے شیخ کو غزل کا پیمبر کہا ہے۔

شیخ کے غزلیات کی حسب ذیل خصوصیتیں ہیں

۱۔ اکثر غزل کی بحر اور زمین ایسی اختیار کرتے ہیں جو تغزل اور تغنی کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے۔

۲۔ شیخ میں چونکہ طبعی عشق و محبت کا جذبہ موجود تھا۔ اس لئے وہ حسن و عشق۔ وصل و فراق۔ یاس و امید۔ صبر و مجاہدہ۔ وعدہ و انتظار۔ اور دیگر لوازم عشق کی جو کیفیتیں بیان کرتے ہیں۔ اُن میں بالکل نقص نہیں پایا جاتا۔ اور سب ایسی باتیں ہوتی ہیں جو اُس حالت میں ہر شخص پر گذرتی ہیں۔ اسی واسطے عشاق کے دل پر اُن کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

۳۔ اکثر وہ ایسے شعر کہتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص موقع ہے۔ اور وہاں جو حالت انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے یا جو کیفیت اُن کے دل پر گذری ہے اُس کو بیان کر رہے ہیں۔

۴۔ وہ اکثر حالات اور واردات کو جو اُن کے دل پر گذرتی ہیں تمثیلات میں بیان کر کے کلام کو نہایت بلیغ اور بلند کر دیتے ہیں۔

۵۔ شیخ کی غزل میں باوجود کمال سادگی اور صفائی کے اکثر نزاکت اور شوخی پائی جاتی ہے۔ جس سے قدما کی غزل معرابے۔

۶۔ سب سے بڑی بات جو شیخ اور قدما کی غزل میں ماہر الامتیاز ہے وہ یہ ہے کہ شیخ کی غزل کا ملاح زیادہ تر تصوف اور درویشی۔ عشق حقیقی کو عشق مجازی کے پیرایہ میں ادا کرتا۔ اور شاہد مطلق کے صفات کو زلف و خال و خط اور لب و دندان وغیرہ سے تعبیر کرنا۔ کالمین اور عرفا و مشائخ پر۔ رند اور بادہ خوار اور میفروش

اور پیر خرابات کے الفاظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور اُن کے حالات اور واردات کو شراب و نغمہ و دف و چنگ وغیرہ کے لباس میں ظاہر کرنا۔ سلوک و فقر کے مدارج و مقامات یعنی صبر و رضا تسلیم و توکل و قناعت کو نئے نئے عنوان و اسلوب سے بیان کرنا محاسب اور زاہد و فقیہ اور ایسے لوگوں پر جو مذہب کے رو سے محل ادب ہیں۔ طعن و تعریف کرنی۔ اور غیر مشرع اور آزاد لوگ جو از روئے مذہب قابلِ توہین و مذمت ہیں۔ اُن کی خوبی ظاہر کرنی۔ دنیا کی بے ثباتی اور انقلاب کو طرح طرح سے جتاننا۔ ناصحوں کی نصیحت سے نفرت اور رسوائی و یدنامی کی رغبت ظاہر کرنی۔ عقل و دانش کی جا بجا توہین۔ اور عشق مجازی کو عشق حقیقی کا زینہ قرار دے کر اُس کی تعریف کرنی۔ ساقی و مطرب کو بار بار پیکارنا۔ اور اُن سے شراب و نغمہ کا اس لئے طلبکار ہونا کہ دنیا کے تعلقات سے انقطاع میسر آئے۔ باد صبا اور نسیمِ سحری اور بوسے گل کو اکثر مخاطب کرنا اور اُن کو قاصد اور پیغامبر ٹھہرا کر اپنی آرزوئیں اور مرادیں اور حسرتیں اُن سے بیان کرنی وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام عنوان ہر شخص کو مرغوب ہوتے ہیں۔ اس لئے عشق حقیقی کی واردات اور کیفیات کو ان عنوانات کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ تاکہ بیان زیادہ دل آویز ہو جائے۔ حضرت مولانا سے روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبر آں گفتہ آید در حدیث دیگر آں
 شیخ کے بعد اول امیر خسرو دہلوی اور میر حسن دہلوی نے
 اس خصوصیت میں شیخ کا تتبع کیا ہے۔ ان کے بعد خواجہ حافظ
 شیراز نے بھی غزل کی بنیاد زیادہ تر انھیں خیالات پر رکھی ہے۔
 مگر ان میں سے تصوف۔ دنیا کی بے ثباتی۔ اہل ظاہر پر خوردہ گیری
 وغیرہ بعض مضامین ایسے ہیں جن کو خواجہ حافظ رحمہ نے
 ایسی رونق دی ہے کہ انھیں کا حصہ ہو گئے ہیں۔

فاکپے اہل علم ناچیز

جلال الدین احمد جعفری

کان اللہ ولآبائہ اجمعین

انتخاب از گلستان سعدی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچه

منت مرخداے را غر و جل که طاعتش موجب قربت است
و به شکر اندرش مزید نعمت - هر نفسی که فرو می رود مدحیات است
و چوں بر می آید مفرح ذات - پس در هر نفس دو نعمت
موجودست و بر هر نعمتی شکر واجب - بیلت
از دست و زبان که بر آید کز عهده شکرش بدر آید
قطعه

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوارِ خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد
بارانِ رحمتِ بے حسابش ہمہ را رسیده - و خوانِ نعمتِ بیدریش
ہمہ جا کشیدہ - پردہ ناموسِ بندگاں بگناہِ فاحش ندرود - و وظیفہ

نسلہ مدد - مدد کنندہ سہہ تقصیر - کوتاہی سہہ ناموس عصمت سہہ فاحش
آں بدی کہ از حد گذرد -

روزی بخطائے منکر بُرد۔ **قطعہ**
 اے کریمے کہ از خزانہ غیب گیسو و حرمت و وظیفہ خورداری
 دوستان را کجا کنی محروم تو کہ بادشماں نظر داری
 فراش باد صبارا گفته تا فرش زمردیں بگسترد۔ و دایہ ابر بہار
 را فرمودہ تا بناتِ نبات را در مہدِ زمین پروردی و درختاں را بخلعت
 نوروزی قبائے استبرق و در برگرفتہ۔ و اطفالِ شاخ را بہ قدومِ مہم
 ربیع کلاہ شگوفہ بر سر نہادہ۔ عصارہ نخلی بقدرت اد شہدِ فائق
 شدہ۔ و تخمِ خرمائی بہ تربیت او نخل باسقی گشتہ۔ **قطعہ**
 ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے بکف آری و بغلت نخوری
 ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار **بیت**
 در خیرت از سرور کائنات۔ مہر موجودات۔ رحمت عالمیاں۔ صفوف

آدمیاں۔ تتمہ دورِ زمان **بیت**
 چہ غم دیوار امت را کہ دار و چو تو پشیمان **بیت**
 چہ باک از موج بحر آتر کہ باشد لوح کشتیاں

سہ گبر۔ آتش پرست **بیت**۔ نصرانی **بیت**۔ بنات۔ دختران **بیت**۔ نبات۔ انجی از زمین برویدہ شد
 گنوارہ **بیت**۔ استبرق۔ پارچہ سبز ابریشمی۔ قبائے استبرق۔ یعنی اوراق و درختاں **بیت**۔ دہر گرفتہ
 پوشانیدہ شد۔ قدوم۔ از سفر آمدن **بیت**۔ موسم۔ وقت۔ موسم جمع **بیت**۔ عصارہ۔ جو بشاردن
 بر دل آید۔ نخل۔ گیسو غسل **بیت**۔ باسقی۔ درخت بلند و بالندہ **بیت**۔ خمر۔ قول و فعل پیغمبر خدا
 کہ آن را حدیث ہم گویند **بیت**۔ مہر۔ کسے کہ دیگران بوجود آں ناز کنند **بیت**۔ صفوت۔ برگزیدہ
بیت۔ پشیمانیاں۔ معاون و پشت پناہ **بیت**۔ لوح۔ نام پیغمبرے است کہ نہ صد و پنجاہ سال
 پیامبری کرد۔ و در پنجاہ مرد از لوح ذات پاک حضور سرور عالم است۔ قصہ کشتیانی لوح ایں است
 کہ چون لوح علیہ السلام از دست قوم خود بجا آمدند و ادبیت آمان نامیدند (باقی صفحہ ۲۳)

کہ یکے از بندگان گنگار۔ پریشان روزگار۔ دستِ انابت با امید
اجابتِ بدرگاہِ خداوندِ جل و علا بردار۔ ایندو تعالیٰ درو نظر نکند۔ باز
بخواند۔ بار دیگر اعراض فرماید۔ بازش تبصرع و زاری بخواند۔ حق سبحانہ
تعالیٰ گوید **يَا مَلَاَئِكَتِي قَدْ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ عَبْدِ حَيٍّ وَلَيْسَ لَهُ غَيْرِي**
دعوتش را اجابت کردم۔ و امیدش بر آوردم۔ کہ از بسیاری دعا و گریہ
بندہ ہی شرم دارم۔

بیت

کرمِ بین و لطفِ خداوندِ کار گنہ بندہ کی دوست و او شرمسار
عاکفانِ کعبہ جلالش بہ تقصیرِ عبادت معترفند کہ **مَا عَبَدُ نَاكَ**
حَقَّ عِبَادِكَ۔ و واصفانِ علیہ جلالش بجز منسوب کہ **مَا عَرَفْنَا حَقَّ**
مَعْرِفَتِكَ۔

قطعہ

گر کسے وصفِ او زمن پرسد بیدل از بے نشان چہ گوید باز

دبقیہ صفحہ ۳۳ بدگاہ باری تعالیٰ مناجات کردند کہ بار خدایا اذکارین بر زمین کسے زندہ نہ ماندہ
و علیٰ شال مستجاب شد و فرمان آمد کہ کشتی بساز۔ نوح کشتی تیار کرد۔ چون آب عذاب از تنور خانہ نمایان
شد با قوم خود بر کشتی نشست۔ آنگاہ باران سخت از آسمان نازل شد۔ تا آب از مشرق بہ غرب
رسید و از جنوب تا شمال غرق گردید۔ و از ہر کوہی کہ بلند تر بود آب بالا رفت
بہ کفار ہلاک شدند۔ و آنان کہ بر کشتی یا نوح بودند چون کشتی بکود جودی بصد
فروشدن آب رسید از کشتی سلامت بروں آمدند۔

سہ انابت۔ باز گردیدن بپس خدا سہ اجابت۔ قبولیت سہ تبصرع۔ زاری کردن۔
سہ یا ملائکتی **يَا مَلَاَئِكَتِي قَدْ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ عَبْدِ حَيٍّ وَلَيْسَ لَهُ غَيْرِي**۔ و شتم از بندہ خود در حالیکہ نیست برائے او پروردگار
در اسے من۔ پس آمرزیدم او را سہ عاکفان گوشتہ نشینان سہ **مَا عَبَدُ نَاكَ** الخ نہ پرسیدیم
ترا منہ او را پرسیدیم سہ علیہ صورت سہ **مَا عَرَفْنَا حَقَّ** الخ نہ شناختم ترا سزاوار شناختن
سہ بیدل۔ عاشق۔ بے نشان خدا۔

عاشقان کشتگان سحر و قند بر نیاید ز کشتگان آواز
یکے از صاحب دلاں سر بجیب مراقبہ فرو بردہ بود۔ و در بحر مکاشفہ
مستغرق شدہ۔ حالے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از عجااں گفت -
ازیں بوستان کہ بودی چه تحفہ کرامت کردی اصحاب را۔ گفت بخاطر
داشتم کہ چون بدخت گل بر رسم دامنے پُر کنم ہدیہ اصحاب را - چوں
برسیدم بوی گل چنان مست کرد کہ دامن از دست برفت۔ قطعہ
اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد
ایں مدعیان در طلبش پیچزانند کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد
قطعہ

ای برتر از خیال قیاس و گمان و دہم دزہر چه گفته اند شنیدیم و خواندہ ہم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسیدیم ماہیچان در اول وصف تو مانده ایم

در سبب تالیف کتاب

یک شب تامل ایام گذشتہ میکردم۔ و بر عمر تلف کردہ تاسف
می خوردم۔ و سنگ لاخہ دل را بالماس آب دیدہ می سفتم۔ و ایں
بیہنما مناسب حال خود می گفتم۔ شنوی

لہ صاحب دل۔ آنکہ بحقیقت دل رسدہ باشد۔ مراد ولی اللہ ہے حبیب۔ گریباں ہے مراقبہ
نگہبانی کردن۔ حضور دل با صفا و غیبت از ماسوے ہے مکاشفہ۔ آشکارا کردن۔ آشکارا
شدن عالم ملکوت و غیرہ و ہر واقعہ کہ در دنیا صادر گردد ہے مرآۃ سحر۔ بلبیل ہے دہی۔ دعوی
کنندہ یعنی سالک بے بصیرت ہے خبرش باز نیامد۔ لے فنا فی اللہ شد و بجانب ماسوی اٹھ میل نکرد۔

ہر دم از عمری رود نفسے
 ایکہ پنجاہ رفت دور خوابی
 خجل آنکس کہ رفت و کار جنت
 خواب نوشین و بامداد حیل
 ہر کہ آمد عمارت نو ساخت
 دان و گر کجاست بچنیں ہوئے
 یار نا پائدار دوست مدار
 لاجرم مرد عارف و کامل
 نیک و بد چوں ہی ببايد مرد
 برگ عیشے بگور غویش فرست
 عمر برفت است و آفتاب تموز
 اے تہیدست رفتہ در بازار
 چوں نگہ می کنم نماند بے
 مگر اس پنج روز در یابی
 کوش رعلت زدند و بار ساخت
 باز دارد پیادہ را ز سبیل
 رفت و منزل بدگیرے پرواخت
 وین عمارت بستر تہیز کے
 دوستی را شاید اس غدار
 نهند بر حیات دنیا دل
 خاک آنکس کہ گوئے نیکی برد
 کس نیارد ز پس تو پیش فرست
 اندکے ماند و خواجہ عنبر ہنوز
 ترست پُر نیادری دستار

۱۔ کوش رعلت زدن - کوچ کردن ۲۔ خواب نوشین - خواب غفلت - یعنی غفلت و بیا
 ۳۔ بامداد حیل - صبح کہ دروے کوچ کنند - مراد دنیا سے پیادہ - کہے کہ دل صاف ندارد و مراد اہل دنیا
 ۴۔ ہوئے بچنیں - خیال کردن ۵۔ بستر بردن - دفار کردن ۶۔ غدار - بے وفا ۷۔ خاک - خوش
 ۸۔ گوئے بردن - سبقت کردن ۹۔ بگور غویش - سامان زندگي - یعنی در حین حیات خود بطاعت
 و سخاوت مشغول باش کہ پس از مردن تو کہے نیست کہ پیش تو فرستد ۱۰۔ تموز - گرماے سون
 ۱۱۔ عمر مانند برفت پیوستہ در معرض زوال است - و آفتاب تموز یعنی حوادث زمانہ در عدد
 ۱۲۔ اندام آل - با آن کہ از عنبر اندکے باقی است خواجہ مغرور است کہ ہنوز بسیار است
 ۱۳۔ دستار پُر بر نیادری - خجل ماندن - یعنی بے عمل صالح در بازار قیامت کہ
 جاسے خریدن ثواب است - یہ نقد عمل ترسم کہ تو خجل شوی ۔

هر که مزروع خود خورد بخوید وقت خرمش خوشه باید چید
 پند سعدی بگوش دل نشنو ره چنین است مرد باش و پرو
 بعد از تامل مصلحت آل دیدم که در نشستن عزلت نشینم و دامن
 از صحبت فراهم چینم - و دفتر از گفتار باے پریشان بشویم - دامن بعد

بیت

و یال بریده بکنج نشسته صم و صم به از کس که نباشد زبانش اندر حکم
 تا یکی از دوستان که در سجاده انیس من بودے - و در حجره
 جلوس - برسم قدیم از در در آمد - چند آنکه نشاط ملاعبت کرو - و بساط
 مراجعت گسترد - جوابش نگفتم - و سر از زانوے تعبد بردارم - رنجیده
 نگه کرد و گفت -
 قطعه

کنونت که امکان گفتار هست بگو اے برادر بطرف دوشی
 که فردا چه پیکار ابل در رسد بحکم صندوقت زبان در گشی
 کس از متعلقان من بر حسب واقع مطلق گردانید - که فلاں عزم
 کرده است و نیت جزم که بقیت عمر معتکف نشیند - و خاموشی

له عوید - گندم و جویند که خوشه آل هنوز خام باشد - خرمن - توده فله - و مودع
 کاشته شده - خوشه چین - کنایه از گدائی نمودن به نشین - آرام گاه - خلوت -
 عقلت - گوشه نشینی به دامن چین - ترک کردن - یعنی صحبت مردم ترک کنم -
 به زبان بریده - خاموش - صم - ناشنوندگان - حکم - گنگان به سجاده - آنکه
 براس نشستن بر شتر بنده به ملاعبت - یا یکدیگر بازی کردن به مراجعت
 یا یکدیگر غبت کردن به تعبد بندگی کردن به زبال در نشین - خاموش شدن به حلف - گزشت نشین -

گزینند - تو نیز اگر توانی سر خویش گیر - و مجانبت پیش -
 گفتا بعزت عظیم و صحبت قدیم که دم بر نیارم و قدم بر ندارم - مگر
 آنکه که سخن گفته شود بعبادت مالوت و طریق معروف - که آزدن
 دل دوستان جل است - و کفارت یمن سهل - خلاف راه صواب است
 و عکس راه اولی الالباب ذوالفقار علی در نیام و زبان سعدی در کام

قطعه

زبان در دهان خردمند حیثیت کلید در گنج صاحب هنر
 چو در بسته باشد چه داند که که جوهر فروشت یا شیشه گر

قطعه

اگر چه پیش خردمند خاموشی ادب است بوقت مصلحت آن به که در سخن کوشی
 دو چیز نظیر عقلست دم فرو بستن بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی
 فی الجمله زبان از مکالمات او در کشیدن قوت ندارم - و رومی از
 محاورت بگردانیدن مروت ندارم - که یار موافق بود و محب صادق بیت
 چو جنگ آوری با کسی بر ستیز که از وی گزیرت بود یا گریز

سه سر خویش گرفتن - بدر رفتن سه مجانبت - کنار گرفتن سه دم بر نیارم سخن گویم
 سه قدم بر ندارم - جاسی زدم سه مالوت - الفت گرفته شده سه کفاره - از بسبب
 افتادن سوگند لازم آید - یمن - سوگند سه اولی الالباب - صاحب عقل سه ذوالفقار
 نام شمشیر حضرت علی کرم الله وجهه سه نیام - خلاف شمشیر سه طهره - خفت و سبکی -
 سه دم فرو بستن - خاموش ماندن سه زبان در کشیدن - خاموش شدن سه محاورت
 گفتگو کردن سه گزیر - ضرورت - نفرت -

حکم ضرورت سخن گفتم - و تفریح کنایه بیرون رفتن - در فصل بیستم
 که صولت بر دآرمیده بود - و آذآن دولت و در رسیدن - قطعه
 اول اردوی بهشت ماه جلالی بسیل گوینده بر منابر قضااں
 برگل سرخ از نم افتاده لآلی همچو عرق بر عذار شاه غصباں
 پیراهن سبز بر درختاں چوں جامه عید نیکبختاں
 شب را بختاں با یکدیگر از دوستان اتفاق بیست افتاب موضعی خوش
 و خرم و درختاں دلکش و درهم گشتی که خرده مینا پر خاکش ریخته - و
 عقده فریا از تانگش آویخته - قطعه

سر و صفا مآء خضوها مصلحاں دَوْصَة سَحَّح طَلُّوْهَا مَوْزِدُ
 آل پُر از لاله بائے رنگارنگ وین پُر از میوه بائے گوناگون
 یاد در سایه درختانش گسترانید سحرش بوقلمون
 بامدادن که خاطر باز آمدن بر راس نشستن غالب آمد دیدن

له تفریح تماشا صولت - حمله و غلبه - برود - میرا - یعنی آثار بارش و فرد بستن
 و باد سرد و غیره که آثار فصل بهار است - آذآن جمع آن - وقت - در شکل سرخ
 له اردوی بهشت - نام اه است از ماهیست شمس که اول ماه بهار است - ماه
 جلالی - یعنی بحساب جلال الطین ملک شاه که در زمان شیخ راج بود - منابر جمع منبر
 بائے بلند که خطیب برو خطبه خواند - قضااں - جمع قضیب - شاخ درخت - عید نیم
 له لآلی - جمع لولو - دانه مروارید - عرق نخوس - عذار - رخساره - غصباں - غصلیں
 له شب را - را یعنی در - بهشت - شب گذرانیدن - خرده مینا - زبره آبلین - له فریا -
 نام ستاره - پروین که بهفت ستاره است - عقده فریا - یعنی رشته ثریا که پنجر رشته مروارید است -
 تاک انگور - له رفته - یعنی بائے است که آب نه اوصاف و شیرین است - و درختی دران باغ که در زمان
 اور است و بنجیده است - له بوقلمون - لوسه از جامه های روم که بر ساقین بکشی نمایه - مجازاً بمعنی رنگارنگ -

داسن گل و ریخاں و سنبل و ضمیران فراہم آوردہ۔ و آہنگ رجوع
 کردہ۔ گفتم گل بوستاں را چنانکہ دانی بقایے و عہد گلستاں را
 وفائی نباشد۔ و حکماں گفتہ اند ہرچہ نیاید و بستگی را نشاید گفتا
 بطریق حیت۔ گفتم برائے تزیینت ناظران و فحش حاضران کتاب
 گلستاں تو انہم تصنیف کردن۔ کہ یاد خزاں را بر ورق او دست
 تناول نباشد۔ و گردش زمان عیش و شرب را بر طیش حسرت
 مبدل کند۔
 قطعہ

بچہ کار آیدت ز گل طبقے از گلستاں من بے ورقے
 گل ہیں پتھر و دوشش باشد وین گلستاں ہمیشہ خوش باشد
 حالے کہ من این حکایت بگفتم داسن گل برحمت۔ و در دامن آویخت
 کہ اَلْکَوْثِمُ اِذَا وَعَدَ وَفَى۔ فصلے دو ہماں روز اتفاق بیاض افتاد
 در حسن معاشرت و آداب محاورت۔ و ہاں کہ متکلم از بکار آید۔
 و مترسلاں را بلاغت افزاید۔ فی الجملہ ہنوز از گلستاں بقیۃ ماندہ
 بود کہ کتاب گلستاں تمام شد۔ قطعہ
 بماند سالہا این نظم و ترتیب ز ما ہر قدہ خاک اُفتد بجائے

سہ ریخاں۔ نازبو۔ سنبل۔ کیا ہے است خوبوار ضمیران۔ قسے است از نازبو
 تزیینت۔ پاکی سہ قسمت۔ فراخی سہ تناول۔ دست درازی کردن سہ عیش شادی
 طیش۔ حملہ۔ بے ہمار۔ تحریف۔ خزاں سہ در دامن آویختن بصر شدن سہ اکثرت
 یعنی نزدیک۔ چون وعدہ کرد و وفا نکرد سہ محاورت۔ چاسخ دامن و
 تصنیف نکردن۔

غرض نقشے ست کز مایا و ماند که هستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دے روزے بر جست کند در کار درویشاں دعائے

مثنوی

در آں مدت که مارا وقت خوش بود نہ سبخت شد صد و پنجاہ و شش بود
مرا و ما نصیحت بود و گفتیم حوالہ با خدا کردیم و رفتیم

باب اول در سیرت پادشاہاں

۱- حکایت - پادشاہے راشنیدم کہ بکشتن اسیرے اشارت
کرد - بیچارہ در آں حالت نومیڈی ملک را دشنام دادن گرفت - و
سقط گفتن - کہ گفتہ اند - ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل
دارد بگوید -

بیت

وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز
ملک پُرسید کہ چہ میگوید - یکے از وزرائے نیک حاضر گفت
اے خداوند ہی گوید - وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ - ملک را رحمت آمد و از سر خون او
در گذشت - وزیر دیگر کہ خدا او بود گفت - ابنائے جنس مارا
نشايد در حضرت پادشاہاں جز براستی سخن گفتن - این ملک را
دشنام داد و ناسزا گفت - ملک روسے ازین سخن در ہر کشید

و گفت - آں دروغ کہ وے گفت پسندیده تر آمد مرا ازیں
راست کہ تو گفتی - کہ روے آں در مصلحتے بود و بنائے ایں
بر خبت و جنایت و خرد منداں گفته اند - دروغ مصلحت آمیز بہ
از راستی فتنہ انگیز -

ہر کہ شہ آں کن کہ او گوید حیف باشد کہ جز نکو گوید

لطیفہ بر طاق ایوان فریدون نوشتہ بود - مثنوی

جہاں اے برادر خاند بکس دل اندر جہاں آفریں بد و بس
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت کہ بسیار کس چن تو پرورد و کشت
چو آہنگ رفتن کن جان پاک چہ بر تخت مردن چہ بر رو خاک
۴ حکایت - ملک زاوہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر

برادرانش بلند بالا و خوب روے - بارے پدر بکراہت و افتخار
دروے نظر ہی کرد - پسر بفرست و استبصار بجائے آورد و گفت
اے پدر کوتاہ خردمند یہ کہ نادان بلند - نہ ہر چہ بقامت کثر بقیت بہتر

قطعہ

آں شنیدی کہ لا عنبر وانا گفت بارے بایلے فریہ
اسپ تازی اگر ضعیف بود ہمچنان از طویاہ حسد بہ
پدر بخندید - و ارکان دولت پسندیدند - و برادران بجاں
یرنجیدند -

قطعہ

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ہر بیشہ گماں مسد کہ خالیت شاید کہ پلنگ خفتہ باشد
 شنیدم کہ ملک را دریاں قرب دشمنی صعب روئے نمود چوں
 لشکر از ہر دو طرف روئے درہم آوردند - و قصد مبارزت کردند -
 اول کسے کہ بمیدان در آمد آن پسر بود و گفت - قطعہ
 آن زمین باشم کہ روز جنگ بینی پشتین آن منم کاندر میان خاک خوں بینی سر
 ماکہ جنگ را در خون خویش بازی میکند روز میدان وانکہ بگزید بخون لشکر
 ایں گفت و بر سپاہ دشمن زد - و متھے چند مردان کاری را
 بکشت چوں پیش پدر آمد - زمین خدمت ببوسید و گفت - قطعہ
 اے کہ شخص منت حقیر نمود تا درشتی ہنر نہ پنداری
 اسب لاغر میاں بکار آید روز میدان نہ گاؤ پرواری
 آوردہ اند کہ سپاہ دشمن بے قیاس بود و ایناں اندک - و
 جماعت آہنگ گریز کردند - پسر نعرہ بزود و گفت - اے مرداں
 بکوشید - تا جامہ زناں نبوشید - سواراں را بگفتن او تہور زیادہ
 گشت - و بیکبار حمل کردند - شنیدم کہ ہمدراں روز بر دشمن ظفر
 یافتند - پدر سر و چشمش ببوسید و در کنار گرفت - و ہر دو نظر بیش کردہ
 تا ولعہ خویش کرد - برادران حمد بردند - و زہر در طعامش کردند
 خواہش از غرقہ بدید و دیکچہ برہم زد - پسر بفرست در یافت - دست
 از طعام باز کشید و گفت - محالست کہ ہنرمنداں بمیرند بے ہنراں
 جاے ایشان گیرند - شعر

کس نیاید بزیر سایه بوم درهماں از جہاں شود معدوم
 پدر را ازین حال آگهی دادند - برادرانش را بخواند - و گوشمال
 بواجب داد - پس ہر یکے را از اطراف بلاد حصہ معین کرد - تا
 فتنہ بہ نشست و نزاع بر خاست - کہ دہ درویش در غلیبے بجنپند
 و دو پادشاہ در اقلیمے نگجند - قطعہ

نیم نائے گر خورد مردِ خداے یذل درویشاں کند نیے دیگر
 ہفت اقلیم ار بگیرد پادشاہ ہچنان در بند اقلیمے دیگر
 ۳۴ - حکایت - طائفہ دزدان عرب بر سر کوہے نشستہ بود

و منفذ کارواں بستہ - و رعیت بلدان از مکائد ایشان مرعوب
 و لشکر سلطان مغلوب - بحکم آنکہ ملاذے منبع اوقلاء کوہے گرفتہ
 بود - و لمجا و ماوای خود کردہ - مدبران ممالک آن طرف در
 دفع مضرت ایشان مشاورت کردند کہ اگر این طائفہ ہمیں نسق
 روزگارے مداومت نمایند مقاوت متع گردد - مشغولی

ورختے کہ اکنوں گرفتت پایے بہ نیروے شخصے بر آید زجایے
 و گر ہچنان روزگارے ہلی بگردوش از بیج برنگسل
 سر چشمہ شاید گرفتن بمیل چو پُر شد نشاید گذشتن بپیل
 سخن بریں مقرر شد - کہ یکے بتجسس ایشان بر گماشتند - و
 فرصت نگاہ میداشتند - تا وقتیکہ بر سر قومے راندہ بود - و مقام
 خالی ماند - تنے چند مردان واقعہ دیدہ و جنگ آزمودہ را بفرستادند

تا در شعب جبل پنهان شدند. شبانگاهے کہ وزداں باز آمدند۔ سفر کرده و غارت آورده۔ سلاح از تن بکشادند۔ و رخت فینیت بنهاندند۔ سختیں دشمنے کہ بر سر ایشان تاخت آورد خواب بود۔ چندانکہ پاسے از شب بگذشت۔

شعر

قرص خورشید در سیاهی شد یونس اندر دہان مای شد
مردان دلاور از کینکاه بدر جہتند۔ و دست یگان یگان بر کف بستند۔ بادادان بدرگاہ ملک حاضر آوردند۔ ہمہ را بکشتن فرمود۔ اتفاقاً دران میاں جوانے بود کہ میوہ عقوان شبابش نو رسیدہ۔ و سبزہ گلستان عذارش نو میدہ۔ یکے از وزیران پاسے تخت ملک را بوسہ داد۔ و رُوسے شفاعت بر زمین نہاد۔ و گفت۔ ایں پسر بچہاں از باغ زندگانی بر نخورده است۔ و از ریعان جوانی شمع نیافتہ۔ توقع بکرم و احلاق خداوندی آنت کہ بخشدین خون او بر بندہ منت نہند۔ ملک روسے ازیں سخن درہم آورد۔ و موافقے راے بلبش نیامد و گفت۔ فرد

پر تو یسکاں نگیر دہر کہ بنیادش بدست تربیت نا اہل را چوں گردگاں برگشت
نسل بنیاد و ایناں منقطع کردن اولی ترست۔ کہ آتش کشتن و انگر گزاشت۔ و افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن۔ کارِ مردمنداں نیست۔

قطعه

ابر گر آب زندگی بارو ہرگز از شلخ بید بر نخوری

یافت و مایہ روزگار میر کرنے بوریا شکر بخوری
 وزیر این سخن بشنید - و طوعاً و کرہاً بہ پسندید - و بہر حسن رائے ملک
 آفریں خواند - و گفت - انچه خداوند دام ملک فرمود عین حقیقت است
 کہ اگر در صحبت آل بدای تربیت یافتے طینت ایشان بگرفتے -
 و یکے از ایشان شرے - اما بنده امیدوار بود کہ بعشرت صالحان
 تربیت پذیرد و خوی خردمندان گیرد - کہ ہنوز طفل است - و سیرت
 بخوبی و عناد آل قوم در نہاد او ممکن نغذہ - در حدیث است -
 مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا وَقَدْ يُولَدُ عَلٰى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَا اَوْ يَهُودًا اَوْ
 اَوْ يَنْصَرَانِ اَوْ يُمَجْسَانِ - قطعہ

پس نوح با بدای بنشست خاندان نبوتش گم شد
 سب اصحاب کف روزے چند بے نیکیاں گرفت مردم شد
 این بگفت و طائفہ از مدلمے ملک با او بشفاعت یار شدند
 تا ملک از سر خون او در گذشت - و گفت - بخنیدم اگرچہ مصلحت
 ندیدم -

رباعی

دانی کہ چہ گفت زال باستم گرد دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد
 و یبیم بسے کہ آب سر چشمہ خرد چون بیشتر آمد شتر و بار بہر د
 فی الجملہ پسر را بنا زو نعمت پروردند - و استاد او یب را تربیت
 او نسب کردند - تا حسن خطاب و رد جواب و آداب خدمت
 ملوکش در آموختند - و در نظر ہنگناں پسند آمد - ہارے وزیر از

شمال او در حضرت سلطان شمه میگفت - که تربیت عاقلان
 درو اثر کرده است و جبل قدیم از جبلت او بدر برده - ملک را
 ازین سخن تبسم آمد و گفت - **بیت**
 عاقبت گرگ زاده گرگ شود گرچه با آدمی بزرگ شود
 سالے دو بریں بر آمد - طائفه او باش محلت درو پیوستند -
 و عقد مرافت بستند - تا بوقت فرصت وزیر را و هر دو پسرش
 را بکشت و نعمت بقیاس برداشت - و در مغاثره دزدان بجای
 پدر نشست - و عاصی شد - ملک درت تحشر بدنال گرفت
 و گفت - **قطعه**

شمیر نیک ز این بد چوں کند کس؟ ناکس تربیت نشود ای حکیم کس
 باران که در لطافت طبعش خلاف نیست **قطعه**
 دباغ لاله روید و در شوره بومس

زمین شوره سنبل بر نیار و درو تخم عمل ضائع گردان
 کلونی با ببال کردن چاشت که بد کردن بجای نیکم دال
 هم حکایت - نیجه از رفیقان شکایت روزگار تا مساعد بنزد
 من آورد - که کفاف اندک دارم و عیال بسیار - و طاقت بار
 فاقه نمی آرم - و بارها در دلم آمد که به اقلیم دیگر نقل کنم - تا در آن
 صورت که زهد گانی کنم کس را بر نیک و بد من اطلاع نباشد **بیت**
 بس گرسنه خفت و کس ندانست که کسیت بس جان بلب آمد که بر و کس نگریت

باز از شمتتِ اعدای می اندیشم - که بطعنه در قفای من بچزند -
 و سعی مرا در حق عیال بر عدم مروت حل کنند و گویند - قطعه
 بیس آں بے حمیت را که هرگز نخواهد دید روئے نیک بجای
 تن آسانی گزیند خویشتن را زن و فرزند بگذارو به سختی
 و درین علم محاسبیت چنانکه معلوم است چیزے دائم - اگر
 بجاه شمشغلے معین نشود که موجب جمعیت خاطر باشد بقیت
 عمر از عماره شکر آں بیروں آمدن نتوانم - گفتم عمل پادشاه اے
 برادر دو طرف دارد - امید است و بیم - یعنی امید نان و بیم جان -
 و خلاف راے خردمندان باشد بدان امید متعصرن بیم شدن قطعه
 کس نیاید بجائے درویش که خراج زمین و باغ بده
 یا به تشویش و غصه راضی شو یا جگر بند پیش زان بینه
 گفت ایں موافق حال من گفتم - و جواب سؤل من نیادری
 نشنیده که هر که خیانت ورزد دستش از جُبانست بلرزد - فرد
 راستی موجب رضاے خداست کس ندیدم که گم شد از روز رست
 حکما گویند که چهار کس از چهار کس بجای برنخند - حرامی از سلطان
 و دزد از پاسبان - و فاسق از خوازه - و روسپی از محتسب - آں را
 که حساب پاکست از محاسب چه پاک - قطعه
 مکن فراخ روی در عمل اگر خواهی که روزی رفع تو باشد بحال دشمن تنگ
 تو پاک باش برادر مدار از کس پاک زند جامه ناپاک گادراں بر تنگ

گفتم حکایت رو بایه مناسب حال شدت که دیدند شش
گریزاں و بیخوشیشتن اُفتاں و خیزاں کسے گفتش کہ چه آفت
کہ موجب چندیں مخالفت گفتا شنیدم کہ شتر را بسخره میگیرند
گفت اے سفیه ترا یا شتر چه مناسبت و او را با تو چه مشابہت
گفت خاموش اگر حدوداں بغرض گویند کہ ایں ہم بچہ شترست و
گرفتار ایم کرا غم تخلیص من باشد کہ تا تفتیش حال من کند و تا
تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده بود ترا ہمچیں فضلست
و دیانت و تقوی و امانت و لیکن متعلمان در کینند و مدعیان
کوشه نشین اگر انچه سیرت شدت بخلاف آں تقریر کنند و در معرض
خطاب پادشاه آئی در آن حالت کرا مجالِ مقاتل باشد پس
مصلحت آں بینم کہ ملک قناعت را خوارست کنی و ترک ریاست
گوئی۔

فرد

بدریا در منافع بے شمارست اگر خواهی سلامت برکنارست
رفیق ایں سخن بشنید و بہم برآمد و روے از حکایت من
درہم کشید و سخنانے رنجش آمیز گفتن گرفت کہ اینچہ عمتل و
کفایت است و فہم و درایت قول حکما درست آمد کہ گفتہ اند
دوستان در زنداں بکار آیند کہ بر سفرہ ہمہ دشمنان دوست
نمایند۔

قطعه

دوست شمار آنکہ در نوبت زند لاف یاری و برادر خواندگی

دوست آن دامن گیر دست دوست در پریشان حالی و در ماندگی
 دیدم که متغیر می شود. و نصیحت من بغرض می شنود. و
 نزدیک صاحب دیوان رفتم. سابقه معرفتیکه در میان ما بوده
 صورت حالش بگفتم. و اہلیت و استحقاقش بیان کردم. تا بکاس
 مخمرش نصب کردند. چندی بریں برآمد. لطف طبعش را بیدیدند
 و محسن تدبیرش را پسندیدند. کارش ازاں در گذشت. و بمرتبه بالا
 ازاں متمکن شد. ہمنان بخدمت سعادتش در ترقی بود. تا با بچ ارادت
 رسید. و مقرب حضرت سلطان و متحد علیہ گشت. بر سلامت حالش
 شادمانی کردم و گفتم.

ز کار بستہ مینیش و دل شکستہ مدار **فرد** کہ آب چشمہ حیوان در دلت تارکیت

مخیش ترش تو اگر دوش ایام کہ صبر **فرد** گر جو تلخ است ولیکن بر شیریں دارد
 دران قربت مرا با طائفہ یاران اتفاق سفر افتاد چون لازیات
 کہ باز آمدم. یکدم منزلم استقبال کرد. ظاہر حالش دیدم پریشان. و
 در ہیأت درویشان گفتم چہ حالت است. گفت آنچنانکہ تو گفتی.
 طائفہ حد بردند و بنیانتہم منسوب کردند. و ملک دامن ملکہ در کشف
 حقیقت آن استقصا فرمود. و یاران قدیم و دوستان حمیم از کلمہ
 حق خاموش شدند. و صحبت دیرین فراموش کردند. قطعہ

نہ بیی کہ پیش خداوند جہاد ستایش کنان دست بر برند

اگر روز گذارش در آمد و ز پائے همه عالمش پائے بر سر نهند
 فی الجمله بانواع عقوبت گرفتار شدم - تا درین هفته که مرده سلاطین
 مجاج برسد از بند گرانم خلاص کرد - و ملک مورد و تم خاص بگفتم دال
 نوبت اشارت من قبولت نیامد که بگفتم - علی پادشاهان چون سفر
 موریاست خطرناک و سودمند - یا گنج برگیری یا در تلاطم بحیری - فرو
 یا زهر و دست کند خواهد در کنار - یا موج رونے انگذش مرده برکنار
 مصلحت ندیدم ازین پیش ریش درویش را بسلامت خراشیدن -
 و نمک بر جراحت پاشیدن - برین کله اختصار کردم - **قطعه**

نداستی که بینی بند بر پائے چو ده گوشت نیاید پند مردم
 و گر ره گرداری طاقت نیست مکن انگشت در سوراخ مردم
ه - حکایت - تنه چند از روندگان در صحبت من بودند ظاهر
 ایشان بصلاح آراسته - و یکے را از بندگان در حق این طائفه حسن
 نظریه طبع بود - و ادبای معین کرده - تا یکے از ایشان حرکت کرد
 نه مناسب حال درویشان - فلن آن شخص فاسد شد - و بازار ایناں
 کلاس - خواهم تا بطریق کفایت یاراں مستخلص گردانم - آهنگ فدمش
 کردم - در بانم رها نکرد و جفا کرد - معذورش داشتم که لطیفان گفته اند
قطعه

در امیر و وزیر و سلطان را بے وسلیست مگر د پیدامن
 سگ و دباں چو یافتند عویب این گریبان گرفت و تن دامن

چندانکه مقربان حضرت آن بزرگ بر حال من وقوف یافتند - و با کرام در آوردند - بر تر مقلمه معین کردند - اما بتواضع فروز ششم و گفتم -

بگذار که بنده کسبم تا در صف بندگان نشینم
گفت ابد الد چه جای این سخن است - **فرد**
گر بر سر و چشم مانشین نازت بکشم که نازنین
فی الجمله ششم - و از هر دره سخن پیوستم - تا حدیث زلت یاراں
در میان آمد - و گفتم - **قطعه**

چه جرم دید خداوند سائق الانعام که بنده در نظر خویش خوار میدارد
خداے راست مسلم بزرگی و الطاف که جرم بیند و ناں بر قرار میدارد
حاکم این سخن را عظیم پسندید - و اسباب معاش یاراں فرمود -
تا باز بر قاعده ماضی میتا دارند - و مؤنت ایام تعطیل و فا کند -
شکر نعمت بگفتم - و زمین خدمت ببوسیدم - و عذر جبارت بخوایم -
و گفتم - **قطعه**

چو کعبه قبله حاجت شد از دیار بعید روند خلق بدیدارش از بس فرسنگ
ترا تحشل امثال ما ببايد کرد که بچکین نرند بر درخت بن بر سنگ
۱- حکایت - ملک زوزن را خواجه بود کریم النفس - نیک مخیر -
که بچکان را در مواجه حرمت داشته - و در غیبت نکو گفته -
اتفاقاً از حرکت در نظر ملک ناپسند آمد - مصداق فرمود و عقوبت

کرد۔ و سرہنگانِ پادشاہ بسوابقِ نعمتِ او معترف بودند۔ و بشکرِ
آں مرتین۔ در مدتِ توکیلِ او رفیق و ملاطفت کردندے۔ و زجر
و معاقبت روا نداشتندے۔ **قطعه**

صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ کہ ترا در قفای عیب کند در نظرش تحسین کن
سخن آخر بدہاں میگزد و مودی را سخنش تلخ نخواہی و ہنش شیرین کن
انچہ مضمونِ خطابِ ملک بود از عمدہٗ بعضی بیرون آمد۔ و بہ بقیۃ
در زنداں ماندہ آوردہ اند کہ یکے از ملوکِ نواحی در خفیہ پیامش فرستاد۔
کہ ملوکِ آں طرف قدر چناں بزرگوار ندانستند۔ و بے عزتی کردند۔
اگر رائے عزیز فلاں بجانب ما التفات کند در رعایتِ خاطرش ہرچہ
تأتمرسی کردہ آید۔ و اعیانِ این مملکت بدیدارِ او مفتقر اند۔ و جوابِ
این حروف را منتظر۔ خواہہ چوں بریں وقوف یافت از خطر اندیشید۔
در حالِ جوابے مختصر کہ اگر بر ملا افتد قتنہ نباشد بر قفای ورق
نوشت و رواں کرد یکے از متعلقان کہ بریں واقف بود ملک را
اعلام کرد۔ کہ فلاں را کہ حبس فرمودہ با ملوکِ نواحی مراسلت دارد
ملک بہم برآمد۔ و کشفِ این خبر فرمود۔ قاصد را بگرفتند۔ و رسالت
را بر خواندند۔ نبشتہ بود کہ حسنِ ظنِ بزرگان بیش از فضیلتِ ماست
و تشریفِ قبولے کہ فرمودند بندہ را امکانِ اجابتِ آں نیست۔ بحکم
آنکہ پروردہٗ نعمتِ این خاندانست۔ و باندک تغیرِ خاطرے باولی نعمتِ
قدیم بے وفائی نتوان کرد۔ **شعر**

آں را کہ بجای قست ہر دم کرے عذرش بندہ ارکنہ ہرے سستے
ملکات راسیت حق شناسی او خوش آمد۔ و خلعت و نعمت بخشید
و عذر خواست۔ کہ خطا کردم کہ ترا بے جرم و خطا بیازدم گفت
اے خداوند بندہ در بحالت مر خداوند را خطائے منی بینم۔ بے
تقدیر خداوند تعالیٰ چنین بود۔ کہ مرایں بندہ را مکر و ہے رسد۔ پس
بدست تو اولیٰ تر۔ کہ سوابق نعمت بریں بندہ داری۔ و ایادی
منت۔ و حکما گفته اند۔

مفتوی

گرگزندت رسد ز خلق مرغ کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
از خداواں خلاف دشمن دوست کہ دل ہر دو در تصرف دوست
گرچہ تیر از کماں ہی گذرد از کماں دار بپند اہل حسد

باب دوم در اخلاق و ویشاں

احکامیت۔ تنے چند از روزندگان متفق در سیاحت بودند۔
و شریک رنج و راحت نحو آنکہ معرفت کم موافقت نکردند گفتم ایں از کم
و اخلاقی بزرگاں بدیع است۔ روئے از مصاحبت در ویشاں
بگردانیدن۔ و فائدہ دریغ داشتن کہ من در نفس خویش ایں قدر
قوت و قدرت ہی شناسم۔ کہ در خدمت مردماں یا در مشاطہ باشم۔
نہ بابو خاطر۔

یکے ازل میں گفت دریں سخن کہ شنیدی دل تنگ مدار
 کہ دریں روزها دزدے بصورت درویشان برآمده بود۔ خود را در
 سلک صحبت مانتظم کرد۔ **شعر**
 چه دانند مردم که درجامه کیت نویسنده داند که درنامه چیست
 از آنجا که سلامت حال درویشان است گمان فضولش نبزدند
 و بیاری قبولش کردند۔ **شعری**

صورت حال عارفان دلچست این قدر بس چور وے درخلق است
 در عمل کوش و هر چه خواهی پوش تاج بر سر نه و علم بردوش
 ترک دنیا و شہوت و ہوس پارسائی نہ ترک جامے و بس
 در فتنہ گد مرد باید بود بر محض سلاح جنگ چه سود
 روزے تا شب رفتہ بودیم۔ و شبانگہ در پایے حصارے خفته
 کہ دزد بے توفیق ابریق رفیق برداشت۔ کہ باسارت میرود۔ و بغارت
 میرفت۔ **شعر**

پارسیا میں کہ خرقہ در بر کرد جامہ کعبہ را بکل تنہا کرد
 چندانکہ از نظر درویشان غائب شد۔ ہر جے برفت و درجے
 بدزدید۔ تا روز روشن شد۔ آں تاریک رو مبلغے راہ رفتہ بود۔
 و رفیقان بیگناہ خفته۔ با مداد اں ہمہ را بقلمہ در آوردند و بر زانو
 کردند۔ از آن تاریخ ترک صحبت گفتیم و طریق عزت گرفتیم کہ اسلا
 فی الوحل۔ **قطعه**

چو از قوس یکے بیداشی کرد نه که را منزلت ماند نه بهر
 ننی بینی که گادے در علف زار بیالاید همه گاوای ده را
 گفتم سپاس و منت خدای را عزوجل که از فوائد درویشان
 محروم نماندم - اگر چه بصورت از صحبت جدا افتادم - بدین حکایت
 که گفتم مستفید گشتم و امثال مرا همه عمر این نصیحت بکار آید - منوی
 بیک نا تراشیده در مجلسی برنج دل هوشمنداں بے
 اگر برکه پُر کنند از گلاب سگے دروے افتد شود منجلاں
۲- حکایت - در جامع بعلبک وقتے کلمه چند همیگفتم بطریق

و عظم - با جماعتی افسرده دل مرده - راه از عالم صورت بعالم معنی نبرد
 و دیدم که نفسم در نمیگردد - و آتشم در بهیژم تراثر نمی کند - در پنج
 آدمی تربیت ستوراں - و آئینه در ظلمت کوراں - و لیکن در معنی
 باز بود - و سلسله سخن دراز - در معنی این آیت که وَ تَحْنُ اقْرَبُ
 إِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ سخن بجای رسانیده بودم که میگفتم قطع
 دوست نزدیکتر از من بمن است وین عجب تر که من ازوے دورم
 چه کنم با که توان گفت که او در کنار من و من مجبورم
 من از شراب این سخن مست بودم - و فضاله قدح در دست
 که رونده بر کنار مجلس گذر کرد - و دور آخر دروے اثر - نعره
 برد - که دیگران بموافقت وے در خروش آمدند - و خادمان مجلس
 در جوش - گفتم سبحان الله - دوران باخبر و حضور - و نزدیکان

قطعہ

بے صبر دور -

فہم سخن چوں نکتہ مستع قوت طبع از متکلم مجوس
فحوت میدان ارادت بیار تا بزند مرو سخن گوی گوی
۳۳ - حکایت - پارسائے را دیدم بر کنار دریا کہ زخم پلنگ

داشت . و بیچ دارو بہ نمیشد - مدتہا دران رنجور بود - و شکر خداے
عزوجل علی الدوام گفتے - پرسیدندش کہ شکر چه میگوئی - گفت شکر
آنکہ بمصیبتہ گرفتارم نہ بمصیبتہ قطعہ

اگرم زار بکشتن دہد آں یار عزیز تا لگوئی کہ درآندم غم جانم باشد
گویم از بندہ مسکین چگونہ صادر شد کہ دل آزرده شد ازین غم آنم باشد
۳۴ - حکایت - درویشے را ضرورتے روے نمود - گلیے از خانہ

یارے بدزدید و نفقہ کرد - حاکم فرمود کہ دستش را بدرکنید -
صاحب گلیم شفاعت کرو - کہ من اورا بجل کردم - گفتا بشفاعت
تو جدّ شرع فرو نگذارم - گفت انچه فرمودی راست است -

ولیکن ہر کہ از مال وقف چیزے بدزد قطعش لازم نیاید - ہرچہ
درویشان راست وقف محتاجان است - حاکم ازوے دست
داشت - و ملامت کردن گرفت - کہ جہاں بر تو تنگ آمدہ بود -

کہ دزدی نکردی الا از خانہ چنین یارے - گفت ایے خداوند شنیدہ
کہ گفتہ اند خانہ دوستان بروہ و در دشمنان مکوب - ششم

چوں بسختی در بمانی تن بچرا بند رمدہ دشمنان را پوست بر کن پوست از پوستیں

۵- حکایت - یکے را از مشایخ پرسیدند کہ حقیقت تصوف چیست

چیت - گفت ازین پیش طائفہ بودند در جہاں - بصورت پراگندہ و بمعنی جمع - اکنون خلق اند بظاہر جمع و بدل پراگندہ - قطعہ

چو ہر ساعت از تو بجائے رو و دل بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی
ورت مال و جاہرت و نزع و تجارت چو دل با غایت قنوت نصی

۶- حکایت - یاد دارم کہ شبے در کاروانسے ہمہ شب رفتہ ہوں

و سحر بر کنار بیشہ خفتہ - شوریدہ کہ دریاں سفر ہمراہ ما بود سحرگاہاں
نعرہ بزد و راہ بیاباں گرفت - و یک نفس آرام نیافت - چوں

روز شد گفتش آن چہ حالت بود - گفت بلبلاں را دیدم کہ بیانش
د آہدہ بودند از درخت و کیکان از کوبہ - و نحوکاں از آب - و بہائم

از بیشہ - اندیشہ کردم کہ مرُوت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت
خفتہ - کجا روا باشد - قطعہ

دوش مرغی بہ صبح می نالید عقل و صبرم بہر دو طاعت و ہوش

یکے از دوستان مخلص را مگر آواز من رسید بگوش

گفت باور ندا شستم کہ ترا بانگ مرغی چنین کند ہوش

گفتم این شرط آدمیت نیست مرغ تسبیح خوان و من خاموش

۷- حکایت - وقتے در سفر حجاز طائفہ جوانان صاحب دل ہمراہ

ما بودند - بہرم و بہر قدم - و قہتا زمزمہ بلرودند - و بیٹے عقیقانہ
بر گفتند - و عارفی در سبیل منکر حال درویشان بود و بے خبر از

درو ایشان تا برسیدیم به نخیل بنی هلال - کود کے سیاہ از حی عرب
 بدر آمد - و آوازے بر آورد - که مرغ را از هوا در آورد - و اشتر عابد
 را دیدم که برقص اندر آمد - و عابد را بینداخت - و راه بیاباں گرفت
 و برقت - گفتم اے شیخ سماع در حیوانے اثر کرو - و ترا همچنان
 تفادات نمی کند -
ریاعی

دانی که چه گفت مرا آن بلبل سحری تو خود چه آدمی کنز عشق بجزیری
 اشتر بنهر عرب در حالت و طرب گرد و قنیت ترا کنز طبع جانوری
اشعار

بذکرش هر چه بینی درخروش است دله داند در معنی که گوش است
 نه بلبل بر گلش تسبیح خوانیست که هر خارے به تسبیحش زبانیست
۸ - حکایت - یکی را از ملوک مدّت عمر سپری شد - و قایلیم نقل
 نداشت - وصیت کرد - که بامدادان نختیں کسیکه از در شهر در آید -
 تاج شاهی بر سر وے نهید - و تقویٰ این مملکت بوے کنید اتفاقاً
 اول کسیکه در آمد - کدائی بود - همه عمر لقمه لقمه اندوخته - و رقعہ بر
 رقعہ دوخته - ارکان دولت و اعیان حضرت وصیت ملک بجا آورد
 و تسلیم مفتاح قلاع و خزائن بدو کردند - و مدّتے ملک ماند -
 تا بعضے امرای دولت گردن از اطاعت او به پشیمانیدند - و ملوک
 از هر طرف بمنازعت برخاستند - و بمقاومت لشکر آراستند -
 فی الجمله سپاه و رعیت بهم برآمدند - و بر نئے طرف بلاد از قبضه

تصرف او بدر رفت - درویش ازیں واقعہ خستہ خاطر می بود - تالیکی
از دوستان قدیمش کہ در حالت درویشی قرین او بود از سفر باز آمد
و در چنان مرتبہ دیدش گفت - منت خداے را عزوجل - گلت از خار
برآمد - و بخت بلند رہبری کرد - و اقبال و سعادت یاوری تا بدین
پایہ رسیدی -

شگوفہ گاہ شکفت و گاہ خوشیدہ درخت وقت برہنہ است وقت پوشیدہ
گفت اے عزیز تقصیرم گوے کہ جاے تنہیت نیست - انگہ کہ تو
دیدمی غم نالے داشتم - و امروز غم جانے - **ملشوی**
اگر دنیا نباشد در دستم و اگر باشد بمرہن پاسے بنذیم
بلالے دین جہاں آشوب تر نیست کہ رنج خاطرست از بہت و نیست
قطعه

مطلب گر تو لکری خواهی جز قناعت کہ دولیت ہئی
گر غنی زر بدامن افشاند تا نظر در ثواب او نکنی
کز بزرگان شنیدہ ام بسیار صبر درویش بہ کہ بذل غنی
فرد

اگر بریاں کند بہرام گورے نہ چوں پائے ملخ باشد ز مومے
۴ حکایت - قیصے پند را گفت - پنج ازیں سخنان دلاویز گین
متکلمان در من اثر نمی کند - بجز آنکہ نمی بینم مرا یغما را غلے موفق
گفتار - **ملشوی**

ترک دنیا بھرم آموزند خویشتن سیم و قله اندوزند
عالمے را کہ گفت باشد و بس ہرچہ گوید نگہد و اندر کس
عالم آں کس بود کہ بد نہ کند نہ بگوید بخلق و خود نکند

بیت

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند او خویشتن گم است کراہیری کند
پدر گفت اے پسر بجزد این خیال باطل شاید روسے از
تربیت ناصحاں بگردانیدن و علما را بضالت منسوب کردن - و در
طلب عالم معصوم از قوائد علم محروم ماندن - ہچو نا بینا سیکہ شبے
دروغی افتاده بود و میگفت کہ اے مسلمانان چہ رائے فرا راہ
من دارید - ز نے فابره بشنید و گفت - تو کہ چراغ نئی بینی بچراغ
چہ بینی - ہمچنین مجلس وعظ چوں کلبہ بزاز است - آنجا تا نقدے
ندہی بضاعتے نشانی - و اینجا تا ارادتے نیاوری سعادتے نبری -

قطعه

گفت عالم بگوش جاں بشنو در نمائد بگفتش کردار
باطل ست آنچه مدعی گوید خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
مرد باید کہ گیسہ داند و گوش گر بشتت پسند بر دیوار

قطعه

صاحب دے بدرسہ آمد نہ خالقہا بشکت عہد صحبت اہل طریق را
گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود تا کردی اختیار از ایں فریق را

گفت اد کلیم خویش بدر میرد روم وین جہد میکند کہ بگیرد غرق را

باب سوم در فضیلت قناعت

۱. حکایت - باز رگائے را دیدم کہ صد و پنجاه شتر بار داشت
و چهل بندہ خدمتکار - شبے در جزیرہ کیش مرا بجزیرہ خویش برد - ہمہ
شب نیارمید از ستمناے پریشان زمین - کہ فلاں انبارم تبرکستان
و فلاں بضاعت ہندوستان - و این قبائل فلاں زمین است - و
فلاں چیز را فلاں کس زمین است - و گاہ گفتے کہ خاطر اسکندریہ
دارم کہ ہوایش خوش است - باز گفتے نہ کہ دریائے مغرب
مشوش است - سعدیا سفرے دیگر در پیش است - اگر آں کردہ شود
بقیت عمر خویش بگوشہ بنشینم و قناعت کنم - گفتیم آں کلام سفر است
گفت گوگرد پاری خواہم بردن بچین - کہ شنیدم کہ قیمتے عظیم دارد
و کاشہ چینی بروم آرم - و دیبائے رومی بند - و پولاد ہندی بجلب
و آبگینہ علی بن - و برویمانی بیارس - و ازاں پس ترک سفر کنم -
و بدکانے بنشینم - انصاف ادین مانعولیا - چندان فرو گفت کہ بیش
طاقت گفتنش نہاند - گفت ایے سعدی تو ہم سخن بگوے از انہا
کہ ویدہ و شنیدہ - گفتیم - قطعہ
آں شنیدستی کہ در صحرائے غور بار سالارے بیفتاد از ستور

گفت چشم تنگ دُنیا دار را یا قناعت پُر کند یا غلبه گور
 ۲. حکایت - مالدارے راشنیم کہ بہ بکل اندر چنان معروف
 بود کہ عالم طائی در کرم - ظاہر حالش بنعمت دُنیا آراستہ و خست
 نفس جبلی پہچان در دے ممکن - تا بجائے رسید کہ نانے از دست
 بجائے ندادے - و گر بہ ابو ہریرہ را بلقمہ نموانستہ - و سب اصحاب
 کہف را استخوانے نینداختہ - فی الجملہ خانہ اورا کس ندیدے در کشادہ
 و سفرہ اورا سر۔

سیت

در ویش بجز بوی طعامش نشنیدے مرغ از پئے ناں خوردنِ ریزہ نچیدے
 شنیدم کہ بدریائے مغرب راہ مصر پیش گرفته بود۔ و خیالِ فرعون
 در سر بادے مخالفت بکشتی بر آمد۔ چنانکہ گویند۔ فرد
 باطیج طولت چه کند دل کہ نسا زد شرط ہمہ وقتے نبود لائق کشتی
 دست بدعا بر آورد۔ و فریاد بیفادہ خواندن گرفت۔ شعر
 دستِ قضرع چه سود بندہ محتاج را وقت دعا بر خدا وقتِ کرم در نعل

قطرہ

از زر و سیم راحتے برساں خویشتن ہم خستے بر گبر
 چونکہ این خانہ از تو خواهد ماند خستے از سیم و خستے از زر گیر
 آورده اند کہ در مصر آقاب در ویش داشت۔ بعد از ہلاک دے
 بقیت مال او توانگر شدند۔ و جامہاے کمن بمرگ او بدریدند۔
 و خز و میاطی بعضی آں بریدند۔ ہمدان ہفتہ یکے را دیدم از ایشان

بر باد پائے سوار رواں - و غلام پری پیکر در پے دواں قطع
 وہ کہ گر مردہ باز گردیدے بسراے قبیلہ و پیوند
 رد سیراث سخت تر بودے وارثان را ز مرگ خویشاوند
 بسابقہ معرفتیکہ در میان ما بود آستینش گرفتہ و گفتم - بیت
 بخور اے نیک سیرت و سرہ مرد کاس فرود مایہ گرد کرد و نخورد
 ۳۰ حکایت - نشست زنی را حکایت کنند کہ از دہر مخالف
 بظناں آمدہ بود - و از خلق فراخ و دست تنگ بجاں رسیدہ
 شکایت پیش پدر بُرد - و اجازت خواست کہ غم سفر دارم - مگر بقوت
 بازو دامن کا مے فرا چنگ آرم - کہ بزرگاں گفتہ اند - بیت
 فضل و ہنر ضائع است تا نہائند عود بر آتش نهند و مشک بسایند
 پدر گفت اے پسر خیال محال از سر بدر کن - و پایے قناعت
 در دامن سلامت کش - کہ خرد منداں گفتہ اند - دولت نہ بگوشید نیست
 چارہ کم جوشید نیست -

کس نتواند گرفت دامن دولت بزود کوشش بیفادہ است مگر برائے کس

اگر بہر مرمویت ہنر و دودہ باشد ہنر بکار نیاید چہ بخت بد باشد
 بیت

چہ کند زور مند و اژدہا بخت بازو بخت بہ کہ بازو سخت
 پسر گفت اے پدر فوائد سفر بسیار است - از نزہت خاطر و

جبرِ منافع - و دیدنِ عجائب - و شنیدنِ غرائب - و تفریحِ بلدان - و
 عبادتِ خلائ - و تحصیلِ چاہ و ادب - و عزیدِ مال و کسب - و
 معرفتِ یاران - و تجربتِ روزگاران - چنانکہ سالکانِ طریقت گفتہ اند

رباعی

تا بدکانِ خانہ در گروی ہرگز اے خام آدمی نشوی
 برو اندر جہاں تفریح کن پیش ازاں روز کز جہاں بروی
 پدر گفت اے پسر - منافع سفر چنانکہ تو گفتی بیشتر است -
 ولیکن مسلم پنج طائفہ راست - نخستیں یازدگانے را کہ با وجود نعمت
 و کسب غلامان و کنیزکان دارد - و شاگردان چابک - ہر روز بنہر
 و ہر شب بمقامے و ہر دم بہ تفریح گاہے از نعیم دنیا متمتع قطعہ
 منعم بکود و دشت و بیابان غریبیت ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت
 و انرا کہ بر مراد جہاں قیمت دسترس در زاد بوم خویش غریب است و ناشناخت
 دوئم عالمے کہ بمنطق شیریں - و قوت فصاحت - و مایہ بلاغت -

ہر جا کہ رود بخدمت او اقدام نمایند - و اکرام کنند - قطعہ
 وجود مردم و انا مشال زہر طلاست ہر کجا کہ رود قد و قیمتش دانند
 بزرگ زاوہ نادان بشہر و ماند کہ در دیار غریبش بھیج نشناسند
 سوئم محبوسے کہ درون صاحبِ دل بنا لطیف او میل کند کہ بزرگ
 گفتہ اند - اندکے جمال بہ از بسیاری مال - و گویند روے زیبا مریم
 و لہائے خستہ است - و کلید درہائے بستہ - لاجرم صحبت او ہمہ جائے

غنیّت شناسند - **قطعه**

شاهد هر جا که رود حرمت خرت بیند در براتند بقمرش پدر و مادر خویش
پر طاؤس در اوراق مصاحف دیدم گفتم این منزلت از قدر توئی بیخیم پیش
گفت خاموش که هر کس که جلای دارد هر کجا پای نهد دست بازندش پیش

قطعه

چون در پسر موافقت و دلبری بود اندیشه نیست گر پدر از وی بری بود
او جوهرست گوشت نازد میاں مباحث در یتیم راهمه کس مشتری بود
چندام خوش آوانه که به حجره داودی آب از بیان و مرغ از
طیران باز دارد و پس بویست آن فضیلت دل مشتاقان صید کند
و از باب معنی بمنامست او رغبت نمایند و با انواع خدمت کنند **قطعه**
چه خوش باشد آهنگ بزم و حسیس بگوش حریفان دست صبور
به از روی زیباست آواز خوش که آن حظ نفس است و این قوت روح
چشم پیشه ورے که بسی باز و کفای حاصل کند - تا آبرو از بهر نقه
ریخته نگردد - چنانکه بزرگان گفته اند - **قطعه**

گر بغریه رود از شهر خویش سختی و محنت نکشد پاره دود
و بخرابی فتد از ملک خویش گرسنه خپد ملک قیس روز
چنین صفتها که بیان کردم ای پسر در صفر موجب جمعیت
خاطر است و داعیه طیب عیش - و آنکه ازین جمله بی بهره است
بخیال باطل در جهان برود - و دیگر کسش نام و نشان نه شنود -

هر آنکه گردش گیتی بکین او برفت
 بنیر مصلحتش رهبری کند ایام
 کیوترے کہ دگر آشیای نخواہد دید
 قضا ہی بردش تا بسوے اندووم
 پسر گفت ای پدر قول حکما را چگونه مخالفت کنم کہ گفته اند
 رزق اگر چه مقسوم است با سبب حصول آن تعلق شرط است
 و بلا اگر چه مقرر است از البواب دخول آن حذر کردن واجب

قطعه

رزق هر چست بیگیاں برسد
 شرط عقل است جستن از دوا
 و رچه کس بی اہل نخواہد مرد
 تو مرد و دیوان از دوا
 درین صورت کہ منم با پیل دماں بزم - و با شیر ثریاں پنجہ
 در افکنم - پس مصلحت آنست اسے پدر کہ سفر کنم کہ اذین پیش
 طاقت آبیوائی ندارم -

قطعه

چون مرد بر فتاد ز جای مقام خویش
 دیگر چه غم خود ہمہ آفاق جائے است
 شب هر تو آنکے بسرے میرود
 درویش هر کجا کہ شب بسرے است
 این بگفت و پدر را وداع کرد - و ہمت خواست - و رواں
 شد - و با خویشتن ہی گفت - شعر

ہمزور چو بختش نباشد بکام
 بجائے رود کش ندانند نام
 ہمچنین تا برسید بر کنار آبے کہ سنگ از صلابت او بر سنگ
 ہی آمد - و خروشش بفرسنگ می رفت - بیت

سنگیں آبے کہ می آبی درویش نمردے
 کترس موج آسیاں گ از کنازش در بودے

گروهی مردمان را دید هر یک بقراصنه در مهر نشسته - و رخت
سفر بسته - جوان را دست عطا بسته بود - زبان ثنا بر کشود چنانکه
زادی کرد یاری نکردند - طراح بیروت از او بجنه و برگردید و گفت شعر
بے زر نتواند که کند بر کس زور و زر داری بزور عساج نه

شعر

زر نداری نتوان رفت بزور از دنیا زور ده مروچه باشد زریک مرد بیار
جوان را دل از طعنه ملاح بهم برآمد - خواست که از او انتقال
کشد - کشتی رفته بود آواز داد - گفت که اگر بدین جامه که پوشیده ام
قناعت کنی در یغ نیست - ملاح طعنه کرد و کشتی باز گردانید بیت
بدوز و شده دیده میباشند در آرد طعنه مرغ و ماهی به بند
چندانکه دست جوان بریش و گریه بافش رسید - بخود در کشید -
و بے عجا با فرو کوفت - یارش از کشتی بدر آمد که پشتی کند - همچنین
در شتی دید - پشت بگردانید - مصلحت آن دیدند که با او بمصاحبت

گرایند - و با حیرت کشتی مسامحت نمایند - فتوی

چو پر خاشاک بینی تحمل بیار که سبیل به بندد در کارزار
بشیرین زبانی و لطف و خوشی توانی که پیله بموسه کشتی
لطافت کن آنجا که بینی ستیز نبر و ستیز نرم را تیغ تیز
بعذر ماضی بقدمش در افتادند - و بوسه چند بنفاق بر سر و پیش
دادند - پس بکشتی در آوردند - و روان شدند - تا برسیدند بسو نیکه

از عمارت یونان در آب استاده بود۔ ملاح گفت کشتی را خللے
 هست۔ یکے از شما کہ زور آور تراست۔ باید کہ بریں ستوں برو
 و نظام کشتی بگیرد۔ تا عمارت کنیم۔ جوان بغرور دلاوری کہ در سر
 داشت از خیم آزرده دل نیندیشید۔ و قول حکما را کار نفرمود کہ
 گفته اند۔ ہر کرا رنجی بدل رسانیدی اگر در عقب آن حد راحت
 برسانی از پاداشی آن یک رنجش امین مباش۔ کہ پکیاں از جراحت
 بر آید۔ و آزار در دل پماند۔ بریت

چہ خوش گفت یکتا ش با خیل تاش چہ دشمن خراشیدی امین مباش
 قطعہ

مشو امین کہ تنگ دل گردی چون ز دوست دے بہ تنگ آید
 تنگ بر پادہ حصار مزن کہ بود کز حصار سنگ آید
 چندان کہ مقود کشتی بساعد بہ پیچید۔ و بر بالاے ستوں رفت
 ملاح زمام از کفش در گسلانید۔ و کشتی براند۔ بیچارہ متحیر ماند۔
 روزے دو بلا و محنت کشید۔ و سختی دید۔ سوم روز خواہش گریبان
 گرفت۔ و در آب انداخت۔ بعد از شباز روزے دیگر بر کنار افتاد۔
 از حیاتش رستے مانده بود۔ برگ درختاں خوردن گرفت۔ و بیج
 گیاہاں بر آوردن۔ تا اندکے قوت یافت۔ سردر بیابان نہاد
 و برقت۔ تا تشنہ و بے طاقت شد۔ و بر لب چلبے رسید۔ قوت
 را دید۔ شربت آب بہ پیشینے ہی آشامیدند۔ جوان را پیشینے نمود

طلب کرد و بیچارگی نمود. حیثیت نیاوردند. دست تعدی دراز کرد
و تنه چند را فرو کوفت. مردان غلبه کردند. و بے محابا بزدنش
مجرع شد. ^{قطعه}

پشت چو پُر شد بزد پیل را با همه مردی و صلابت که اوست
مورچگان را چو بود اتفاق شیر ثیاں را بدر آرد پوست
بحکم ضرورت. در پے کارواں افتاد و برفت. شبانگه برسیدند
بمقامیکه از دزدان پُر خطر بود. کاروانیاں را دید لرزه بر اندام
افتاده. و دل بر هلاک نهاده. گفت اندیشه ندارید. که درین
میان یکے منم که تنها پناه مرد را جواب گویم. و دیگر جوانان
هم یاری کنند. ایں بگفت و مردم کارواں بلافاوقی دل
شدند. و به صحبتش شادمانی کردند. و برادو آتش دستگیری و حب
دانستند. جوان را آتش معده بالا گرفته بود. و عنان طاقت از
دست رفته. لقمه چند از سر اشتها تناول کرد. و در پے چند آب
در پے آں آشامید. تا دیو درویش بیمار امید. و بخت. پیر مرد
همانندیده دران کارواں بود. گفت. اے جماعت من از ایں
بدرقه شما اندیشناکم بیش از آنکه از دزدان. چنانکه حکایت کنند
غریبه را در پے چند گرد آمده بود. و شب از تشویش لوریاں در
خاذه نمی خفت. یکے را از دوستان بر خود خواند. تا وحشت
تنهایی بدیدار و بے مصرف کند. شبے چند در صحبت او بود.

چندانکہ ہر درمہاش وقوف یافتہ بُرد۔ و بخورد۔ و سمنہ کرد۔
 بامدادان دیدند گریاں و غریباں۔ کسے گفت حال چیست۔ مگر
 آن درمہاش تراوندہ بُرد۔ گفت لا واللہ یدرقہ بُرد۔ قطعہ
 ہرگز ایس زبیر نہ نشستم تا بدستہم انچہ عادت اوست
 زخم دندان دشمنے تیز است کہ نماید بچشم مردم دوست
 چہ دانید اگر ایس ہم از جملہ دزدان باشد۔ بیاری در میان ما
 تعبیر شدہ۔ تا بوقتِ غرخت یاراں را خبر کند۔ مصلحت آن می بینم
 کہ مرا ایس خستہ را بگذاریم درخت برداریم۔ جواناں را پندہ پیر
 استوار آمد۔ و مہابتے از مشیت زن در دل گرفتند۔ و رخت
 برداشتند۔ و جوان را خستہ بگذاشتند۔ انگہ خبر یافت کہ آفتابش
 بر کتف تافت۔ سر بر آورد۔ کارواں را رفتہ دید۔ بیچارہ بے
 یگر دید۔ رہ بجایے نبرد۔ و بپوشید و بپوشید بر خاک و دل بر
 ہلاک نہادہ می گفت۔

درشتی کند بر غریباں کسے کہ نابودہ باشد بغربت بے
 مسکین دریں سخن بود کہ پادشہ پسرے بصید از لشکریاں دور
 افتادہ بود۔ بالائے سرش ایستادہ ایس سخن بشنید۔ و در ہیئت
 ہی نگرید۔ صورتش پاکیزہ دید۔ و حالش پریشاں۔ پرسید از کجائی
 و بدیں جایکہ چوں افتادی۔ برنے از انچہ بر سر او رفتہ بود
 عادت کرد۔ ملکزادہ را بر حال تبارہ او رحمت آمد۔ خلعت و نعمت

داد. و معتمدے را باوے بفرستاد. تا بشهر خویش باز آمد. پدرش
 پدیدن او شادمانی کرد. و بر سلامتِ حالش شکر گفت. شبانگه
 از آنچه بر سر او رفته بود از حالتِ کشتی. و جورِ ملاح. و ظلمِ روستائیاں
 بر سرِ چاه. و عذرِ کاروانیاں در راه. با پدرِ همبگفت. پدر گفت
 اے پسر گفتت هنگامِ رفتن که تهدستان را دستِ دلیری بسته است
 و پنجه شیرِ شکسته.

شعر

چه خوش گفت آں تهدست سلخو
 جوے ز ربهت از هفتاد من زور
 پسر گفت اے پدر هر آئینه تارنج نبری گنج بر نداری. و تا
 جان در خطر نه نی بر دشمن ظفر نیابی. و تا دانه پریشان نکنی.
 خرمن نگیری. نه بینی باندک مایه رنجی که بر دم چه تحصیل راحت
 کردم. و به نیشی که خوردم چه مایه غسل آوردم. فرد
 گر چه بیرون ز رزق نتوان خورد در طلب کاہلی نباید کرد

فرد

غواص گر اندیشه کند کام ننگ
 هرگز نه کند دگر گرانمایه بنگ
 حکمت - آسیا سنگ زیرین متحرک نیست. لاجرم تحمل
 بار گران می کند.

قطعه

چه خورد شیر شترزه در بُن قار
 باز افتاده را چه قوت بُود
 گر تو بد خانه صید خواهی کرد
 دست و پایت چه عنکبوت بُود
 پدر پسر را گفت. ترا درین نوبت فلک یادری گردد. و اقبال

دہری کہ صاحب دولتے بتورسید۔ و بر تو بخشید۔ و کسر حالت
را بتفقدے جبر کرد۔ چنین اتفاق نادر افتد۔ و بر نادر حکم نتوان کرد۔

ملیت

صیاد نہ ہر بار شغالے بہر دے باشد کہ یکے روز پلنگش بخورد
چنانکہ یکے از ملوک پارس را نگینے گرانمایہ در انگشتی بود۔
بارے بجکم قفرج باتے چند از خاصان بمصلائے شیرازیوں رفت
فرمود تا انگشتی را برگنبد عضد نقب کردند۔ تا ہر کہ تیر از حلقہ
انگشتی بگذراند خاتم اورا باشد۔ اتفاقاً چہار صد حکم انداز کہ در
خدمت او بودند بیند افتند۔ جملہ خطا کردند۔ مگر کو دے کہ بر بام
رباطے باز بچہ تیر ہر طرف می انداخت۔ یاد صبا تیر او از حلقہ
انگشتی بگذرانید۔ خلعت و نعمت یافت۔ و خاتم بوی ارزانی
داشتند۔ آورده اند کہ پسر تیر و کمان را بسوخت۔ گفتند چہرا
چنین کردی۔ گفت تار و لقی نختیں بر جائے ماند۔ قطعہ
کہ بود کز حکیم روشن راے بر نیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کو دے ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے

باب ہفتم در تاثیر تربیت

احکایت۔ پارسا زادہ را نعمت بیکراں از ترکہ عم

بدست افتاد فسق و فجور آغاز کرد - و مبدّری پیشه گرفت - فی الجمله
 نماند از سائمه معاصی منکریکه نکرد - و مسکریکه نخورد - بارے به نصیحتش
 گفتم - اے فرزند دخل آب روانست - و خرج آسیای گرداں
 یعنی خرج فراواں کردن مسلم کسے را باشد که دخل معین دارد و قطع
 چو دخلت نیست خرج آهسته تر کن که میگویند ملاحاں سرودے
 بکویستان اگر باران نبارد بسالے دجله گید و خشک و دے
 عقل و ادب پیش گیر - و لود و لعب بگذار - که چوں نعمت
 سپری شود - سختی بری و پشیمانی خوری - پسرا لذت نای و
 نوش این سخن در گوش نیاد و - و بر قول من اعتراض کرد - و گفت
 راحت عاجل را به تشویش محنت آجل منقض کردن خلاف رای
 خردمندان است -

مشقوی

خداوندان کام و نیک - سختی چسبنا سختی برند از بیم سختی
 برو شادی کن اے یارِ دل افروز غم نسزد و نشاید خوردن امروز
 فکیف مرا که در صدر مروت نشسته ام - و عقید فطرت بسته
 و ذکر انعام در افواه عوام افتاده -

مشقوی

هر که علم شد بسخاؤ کرم بند نشاید که بند بر درم
 نام نکوئی چو بروں شد بکوی در نتوانی که به بندی بروے
 دیدم که نصیحت نمی پذیرد - دوم گرم من در آهین سرودے
 اثر نمی کند - ترک مناصحت کردم و روے از مصاحبت بگردانیم

و قول حکما را کار بستم - که گفته اند - قطعه
 گرچه دانی که نشوند بگوے هرچه دانی تو از نصیحت و پند
 زود باشد که خیره سر بینی بد و پلے او فتاده اندر بند
 دست بردست میزند که در رخ نشنیدم حدیث دانشمند
 تا پس از مدتی آنچه اندیشه من بود از نکبت حالش بصورت
 بدیدم - که پاره پاره برهم می دوخت - و لقمه لقمه ہی اندوخت
 دلم از ضعف حالش بهم برآمد و مروت ندیدم در چنان حالے
 ریش درویش را بلامت خراشیدن - و نمک پاشیدن - پس با خود
 گفتم -
 قنوی

حریف سفلہ در پایان مستی نیندیشد ز روز تنگدستی
 درخت اندر بہاواں بر افتاند زمستان لاجرم بے برگ ماند
 ۲ - حکایت - سائے نژادے میان پیادگان حجاج افتاده بود
 و داعی درال سفر ہم پیاده بود - انصاف در سر و روے ہم افتادیم
 و داد و فوق و جدال دادیم - کجاوہ نشینے را دیدم کہ با عسکریل
 خویش میگفت - یا للجب پیادۂ حاج عرصۂ شطرنج را بسر می برد -
 فرزین می شود - یعنی بہ اناں می شود کہ بود و پیادگان حاج
 باو بہ را بسر بردند و بتر شدند - قطعه

از من بگوے حاجی مردم گزاسے را کو پستین خلق بازار می درو
 حاجی تو عیسی شتر س از پرآسے آنکہ بیچارہ خار می خورد و ہار می برد

۳۔ حکایت۔ سالے از بلخ با شامیانم سفر بود۔ و راه از
 حرمیان پر خطر۔ جوانے بیدرقہ ہمراہ باشند۔ سر باز۔ چرخ انداز۔
 سٹھشور میں زور۔ کہ ذہ مرد تو انا کمان اور ازہ ٹکر دے۔ و
 زور آوردان روے زمین پشت اورا بر زمین نیاوردندے۔ اما
 چنانکہ دانی تنعم بود۔ و سایہ پروردہ نہ جہان دیدہ۔ و سفر کردہ
 رعد کوس دلاوران بگوشش زسیدہ و برقی شمشیر سواران ندیدہ۔

نیفتادہ در دست دشمن اسیر بگردش نباریدہ باران تیر
 اتفاقاً من و این جوان ہر دو در پے ہم دواں۔ ہر دیوار
 قدش کہ پیش آمدے بقوت بازو بیفکندے۔ و ہر درخت عظیم کہ
 دیدے بہ نیروے سر پنچہ برکنہ۔ و تفاخر کناں گفتے بیعت
 پیل کو تا کفن و بازو گرداں ببند شیر کو تا کف و سر پنچہ مرداں ببند
 ما در بحالت کہ دو ہند و از پس سٹکے سر بر آوردند۔ و آہنگ
 تال ما کردند۔ بدست یکے چوبے و در بغل یکے دیگر کلوخ کو بے۔
 جوان را گفتم چہ پائی کہ دشمن آمد۔ بیعت

بیارنچہ داری ز مردی و زور کہ دشمن ہپاے خود آمد بگور
 تیر و کمان را دیدم از دست جوان افتادہ و لرزہ بر استخوان مرد
 نہ ہر کہ نموے شکافد بہ تیر جوش غاشے بروز حملہ جنگ وراں ہلارہ دپائے
 چارہ جزاں ندیدم کہ رخت و سلاح و جامہ رہا کردیم۔ و جان

قطعه

بسلامت بر آور دیم -

بکار بای گزل مروکار ویده فرست که شیر شریزه در آرد و بزیر خم کند
جوان اگر چه قوی بال و پلین باشد بکنک و شمش از هول بکسلد پیوند
نبرد پیش مصاف آزموده معلیم است چنانکه مسئله شرع پیش دانستند

جدال سعی بامدعی در بیان تو انگری و درویشی

یکه بر صورت درویشان نه بر صفت ایشان - در محله دیدم نشسته
و بنفقه در پیوسته - و دفتر شکایت باز کرده - و دم تو انگران - آقا
نهاده - سخن بدی جارسانیده - که درویش را دست قدرت بسته است
و تو انگران را پای ارادت شکسته - بیت

کریاں را بدست اندر دم نیست خداوندان نعمت را کرم نیست
مرا که پرورده نعمت بزرگاتم این سخن سخت آمد - گفتم اے یار
تو انگران دخل مسکینانند - و ذخیره گوشه نشینان - و مقصد زائران -
و کسب مسافران - و تحمل بارگران از بهر راحت دیگران - دست
تناول بلعام انگه برند که متعلقان و زیر دستان بخورند - و فضل
مکارم ایشان به ارامل و پیراں و اقارب و جیران رسد - نظم
تو انگران را وقت و نذر و مهمانی زکوة و فطره و اعناق و بدی قربانی
تو کے بدولت ایشان سی که نتوانی جزیں دور کعت و انهم بعد پریشانی
اگر قدرت جود است و اگر قوت سجود - تو انگران را بهتر میسر میشود -

کہ مال مزکی دارند۔ و جائے پاک۔ و عرصہ مصون۔ و دل فارغ۔
و قوت طاعت در لقمہ لطیف است و صحت عبادت در کسوت
نظیف۔ پیداست کہ از معدہ خالی چه قوت آید۔ و از دست تنی
چه قوت۔ و از پای بست چه سیر۔ و از دست گرسنه چه خیر قطعہ
شب پراگندہ شہد آئکہ پدید بنود و حبہ با مبادانش
مور گرد آورد بتابستان تالہراخت بود زمستانل
فراغت با فاقہ نہ پیوندد۔ و بحیثیت در تنگدستی صورت نہ بندد
یکے تحریرہ مشابستہ و دیگرے منظر غنائشتہ۔ ہرگز این بدای
کے ماند۔

بیت

خداوند روزی بحق مشغل ہر آگندہ روزی پراگندہ دل
پس عبادت ایشان بقبول نزدیکتر است کہ جمع اند و حاضر۔
نہ پریشان و پراگندہ خاطر۔ اسباب معیشت ساختہ۔ و با مباد عبادت
پرداختہ۔ عرب گوید۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ الْمَلِكِ وَجَوَابُ مَنْ لَا
يَحِبُّ۔ در خبر است الْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْرِ فِي الدَّارَيْنِ۔ گفت
ایں شنیدی و آن نشنیدی کہ فرمودہ اند۔ الْفَقْرُ فَخْرِيْ۔ گفتنم
خاموشی کہ اشارت سید عالم علیہ السلام بفقیر طائفہ است کہ مرد
میدان رضا اند۔ و در حق تیر قضا۔ نہ اینان کہ طرقہ ابرار پوشند
و لقمہ ادرار فروشد۔

رباعی

ای طبل بندہ باطن پنج بے گوشہ چه تدبیر کنی وقت پنج

روی طبع از خلق به پنج ارمدی تسبیح هزار دانه بردست میج
 درویش در معرفت نیارآمد تا کارش بکفر نه انجامد که کاذب الفقر
 آن نیکون کفر - و نشاید جز بوجود نعمت برهنه را پوشیدن
 یا در استخلاص گرفتارے کوشیدن - و ایستای من مارا بر تبه
 ایشان که رساند - دید علیا به ید شغلی چه ماند - نه بینی که حق
 جل ثناؤه در حکم تنزیل از نعیم اهل بهشت خبر میدد - اولئك
 لهم درق معلوم - **فرد**

تشنگان را نماید اندر خواب همه عالم بچشم چشمه آب
 حالیکه من این سخن بگفتم عنان طاقت درویش از دست
 تحمل برفت - تیغ زبان بر کشید - و اسب فصاحت بمیدان
 وقاحت جهانید - و گفت - چندان مهلعت در وصف ایشان
 بکردی و سخنانے پریشان گفتی که و هم تصور کند که تریاقت
 یا کلید خانه از راقی - مشتے متکبر مغرور - معجب نفور مشغول
 مال و نعمت - و مفتتن جاو و ثروت - که سخن نگویند الا بسفا
 و نظر نکنند الا بکراست - علما را بگدائی منوب کنند - و فقر را
 به بے سرو پائی طعنه زنند - بعلت مالے که دارند و عزت جابیکه
 ندارند برتر از همه نشینند - نه آل و سر دارند که سر یکے بردارند
 بیخبر از قول حکیمان که گفته اند - هر که بطاعت از دیگران کم است
 و به نعمت بیش بصودت تو اکر است و بمعنی درویش -

گفتم مذمت ایناں رومدار که خداوند کریم اند گفت غلط گفتی که
 بنده درم اند - چه فائده که ابر آوار اند و نمیارند - و چشمه آفتاب اند
 و بر کس نمی تابند - و بر کس استطاعت سوار اند - و نمیرانند -
 قسم به خدا ننهند - و در حق بے من و اذنی ندرهند - ماله بخت
 فراهم آرند - و به خست نگذارند - و بحسرت بگذارند چنانکه بزرگان
 گفته اند - سیم بجیل از خاک و قتی بر آید که او در خاک رود و چشم
 برنج و سسی کسے نغمه بیجا رود و اگر کس آید و بے رنج و سسی بر دارد
 گفتش بر بخیل خداوندان نعمت و قوت نیافته الا بخلت گدائی -
 و گرنه هر که طمع یکسو نهد کریم و بخیلش یکے نماید - خاک و اند که زر
 چیست - و گدا و اند که مسک کیست - گفتا بتجربت آل می گویم -
 که متعلقان بر در مدارند - و غلیظان شدید را بر گمارند - تا بار
 عزیزان ندرند - و دست جفا بر سینه صالحان و اهل تمیزان ندرند -
 و گویند کس اینجا نیست - و بحقیقت راست گفته باشند - چیست
 آنرا که عقل و همت و تدبیر را نیست خوش گفت پرده دار که کس را نیست
 گفتم بعد از آنکه از دست متوقحان بجاں آمده اند - و از وقعه
 گدایان بفعال - و حال عقلست که اگر ریگ بیابان در شود
 چشم گدایان پُر شود -
 دیدم اهل طمع بنمت دنیا پُر نشود همچنانکه چاه به شبنم
 هر کجا سختی دیده تلخی کشیده را بینی - خود را پشوره در کار پای

خوف اندازد - و از عقوبت آخرت نه هراسد - و حلال از حرام
نه شناسد -
قطعه

سگے را گر گلوخنے بر سر آید و شادی بر همه گان استخوانیت
اگر نعلی دو کس بر دوش گیرند لیثم الطبع پندارد که خوانیست

اما صاحب دنیا که بعین عنایت حق ملحوظ است و بحلال
از حرام محفوظ - من بهما انکار که تقریر این سخن ملغم - و بیان
و برهان نیاوردم - الفاضل از تو توقع دارم که هرگز دیدی دست
دغاغے بر کتف بسته - یا مینوائے بر زنداں در گشته - یا پرده مصوے
دریده - یا کفے از معصوم بریده - الا بعلت درویشی شیر مرداں را
بحکم ضرورت در نقبها گرفته اند - و کعبها سفته - و اغلب تمیدتان
و امن عصمت بمعصیت آلایند - و گر سنگاں نان رُبا بند - بعلت
چون سب درنده گوشت یافت نبرد کین شتر صالح است یا خر و قبال
چه مایه مستوران بعلت درویشی در معین فساد افتاده اند -

و عرض گرامی را بباد زشت نامی بر داده - فخر
با اگر سگی قوت پر سیزد نامد افلاس عاں اذ کف تقوی بستاند
آنکه گفتم در بروے مسکیناں بینند - حاتم طائی که بیابان نشین
بود - اگر شهری بودے از جوش گدایاں بیچاره شرے - و جامه
برو پاره کردندے - چنانکه در طبیات آمده است - شجر
در من مگر تا دگران چنم ندارند کز دست گدایاں نتوان کرد ثواب

گفتا نہ کہ من بر حال ایشان رحمت می برم. گفتیم نہ کہ بر مال
ایشان حسرت می خوری. ما دریں گفتار. و ہر دو ہم گزشتار. ہر بیچ
کہ براندے بدخ آں کوشیدے. و ہر شاہے کہ بخاندے بفرزین
پوشیدے. تا نقد کیسہ ہمت در باخت. و تیر جبہ حجت ہمہ
میںداخت۔
قطرہ

ہاں تا سپر نیلگنی از حملہ فصیح کورا جزیں مبالغہ مستعار نیست
وین و رزو معرفت کہ سخندان سچ گو بر در سلاح دار و کس دھار نیست
تا عاقبت الامر و لیلش نماند۔ ذلیلش کردم۔ دست تقدی
دراذ کرد۔ و بیدہ گفتن آغاز۔ و سنت جاہلان است۔ کہ چوں
بدلیل از خصم فرو مانند۔ سلسلہ خدمت جنباوند۔ چون اذیر
بیت تراش کہ بجت با پسر بر نیامد۔ بجنگ برخاست۔ دشنام
داد۔ سقطش گفتیم۔ گریبانم درید۔ ز نخدانش شکستم۔ قطرہ
او در من دمن در و فتادہ خلق از پیے ما دواں و خنداں
انگشت قہجے جہانے از گفت و شنید ما بدنداں
القہ مرافعت این سخن پیش قاضی بردیم۔ و حکومت عدل
راضی شدیم۔ تا حاکم مسلمانان مصلحتے بگوید۔ و میان تو انکراں
و درویشان فرتے بگوید۔ قاضی چوں حالت ما بدید۔ و منطق ما
بشنید۔ سر بجیب تفکر فرو برد و پس از تاہل بسیار سر بر آورد
و گفت۔ ایکہ تو انکراں را ثنا گفتی۔ و بر درویشان جہار واداشتی۔

بدانکه هر جا که گل ست خار است - و با خمر خار است - و بر سر گنج ماست
و آنجا که دُر شاهوار است - ننگ مردم خوار است - لذت عیش دنیا را
لذت اهل در پست است - و نغم بهشت را دیوانه مکاره در پیش -

بلیت

جور دشمن چه کند گر نکش طالب دوست گنج و مار و گل خار و غم و شادی بهم اند
نظر کنی در بستان که بد مشک است و چوب خشک - و همچنین
در زمره توانگران شاکر اند و کفور - و در حلقه درویشان صابر اند
و ضجور -

شعر

اگر ژاله هر قطره دُر شدی چو خر مریه بازار از تو پر شدی
مقربان حضرت جل و علا توانگران درویش سیرت و درویشان
تو نگر بهت - و همین توانگران آنست که غم درویش خورد و بهین
درویشان آنکه کم توانگران گیرد - وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ
حَسْبُهُ - پس روی عتاب از من بجانب درویش کرد و گفت
ایک گفتی توانگران مشتعل اند بمناسی - و مست ملاهی - نعم
طائفه هستند - برین صفت که بیان کردی - قاصد بهت -
کافر نیست - که بزند و بنهند - و بخورند و ندهند - و اگر بمشغل
باران نبارد - و یا طوفان جهان را بردارد - با عمارت نمکست
خویش از محنت درویش نرسند - و اد باری تعالی نرسند - شعر
گر از نیستی دیگرے شد هلاک مرا هست و بطراز طوفان چه باک

دو نای چو گلیم خویش بیرون بُردند ^{شعر} گویند چه غم از همه عالم مُردند
 قومی بدین منظر هستند که شنیدی - و طائفه خوانِ حکمت
 نهاده و دستِ کرم کشاده - طالبِ نام اند و مضرت و صاحب
 دنیا و آخرت -

قاصدِ چوین سخن بدین غایت برسانید - و از حدِّ قیاس اسب
 مبالغت در گذرانید - بقصدِ حکم قضا و رضا دادیم - و از قاضی
 در نقد شنیدیم - و بعد از مجازا طریقی مدار گرفتیم - و سر بدارک بردیم
 یکدیگر نهادیم - و بوسه بر سر و روی هم دادیم و محکم سخن برین
 دو بیت کردیم -

همین زگر دشمنی شکایت اے درویش ^{قطعه} که تیر بجئی اگر به برین نقی مُردی
 توانگر اچو دل و دست کامرنت هست ^{قطعه} بنورِ چشم که دنیا و آخرت بُردی

باب هشتم در آداب محبت

۱- حکمت - موسی علیه السلام قارون را نصیحت کرد که
 أَحْسِنْ کَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَیْكَ شنیدی - یا قبتش شنیدی - ^{قطعه}
 آنکس که بدینار و درم خیر نیندوخت ^{قطعه} سروا بست اندر سر و دینار و درم کرد
 خواهی شمع شوی از نعمت دنیا ^{قطعه} با خلق کرم کن چه خدا با تو کرم کرد

عرب گوید بخش و منت منہ کہ نفع آں بتو باز میگردد و قطعہ
درخت کرم ہر کجا بیخ کرد گذشت از فلک شاخ و بالای او
گر امید داری کزو بر خوری بمنت منہ آرزہ بر پاسے او
قطعہ

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر ز انعام و فضل او بطل گزاشت
منت منہ کہ خدمت سلطان ہی کنی منت شناس ازو کہ بخدمت بدشت
۲۔ پند ملک از خرد منداں جمال گیرد۔ و دین از پرہیز گاراں
کمال یابد۔ پادشاہاں بہ نصیحت خرد منداں ازاں محتاج تراند
کہ خرد منداں بقربت پادشاہاں۔ قطعہ

پندے اگر بشنوی اے پادشاہ در بہم دقت بہ ازین ہند نیست
جز بجنہ و مند بضر ما عمل گر چہ عمل کار خرد من نیست
۳۔ حکمت۔ رحم آوردن بر بدیاں ستم است بر نیکان و
عفو کردن از ظالماں جور است بر درویشاں۔ بیت

خلیفت را چو تعد کنی و ہوازی بدولت تو گنہ می کند با بنیازی
۴۔ پند۔ رازیکہ ہناں خواہی با کس و میان منہ۔ و اگر چہ دوست
مخلص باشد۔ کہ مراں دوست را نیز دوستاں باشند۔ و ہنچنین
مسلسل۔ قطعہ

فانسی بہ کہ ضمیر دل خویش با سہے گفتن و گفتن کہ مگوے
اے سلیم آب ز ہر چشمہ بہ بند کہ چہ پُر شد نتوان بسن جہے

فرد

سخن در نهان نباید گفت کساں سخن بر ملا نشاید گفت

۵- حکمت - دشمن ضعیف که در طاعت آید و دوستی نماید

مقصود وے جزئیت که دشمن قوی گردد - و گفتند

بر دوستی دوستان اعتماد نیست تا تعلق دشمنان چه رسد -

و هر که دشمن کو چاک را حقیر شمارد بدان ماند که آتش اندک

را اصل می گزند - قطعه

امروز بخش چه می توان کشت کاتش چه بلند شد جهاں خست

گذارد که زه کند کمان را دشمن که به تیر می توان دوخت

۶- حکمت - سخن در میان دو دشمن چهاں گوے که اگر

دوست گردند شرم زده نباشی - ایات

سیان دو کس جنگ چو آتش است سخن چنین بد بخت بهر کس است

کنند این و آن خوش دیگر باره دل وے اندر میاں کو بخت و چل

سیان دو کس آتش افروختن نه عقلست و خود در میاں سلختن

قطعه

در سخن باد و ستاں آهسته باش تا نداد و دشمن غوغا و گوش

پیش ز دیوار آنچه گوئی بپوش واد تا نباشد در پس دیوار گوین

۷- حکمت - تا کار بر بر می آید جان در خطر آنگندن نشاید

چو دست از هر حیلته در شکست - حلال است بر دهن به شیر دست

۸. حکمت - نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست - ولیکن شنیدن
رواست - که بخلاف آن کار کنی - که عین صواب است - بشنوی
مذکر کن زانچه دشمن گوید آن کن که بر زانو زنی دست تعابن
گرت را به نماید راست چون تیر از آن برگرد و او دست چپ گیر
۹ - پند - خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد - و لطف بپه وقت
هیبت بر دزد چندان دشمنی کن که از تو سیر گردند - و نه چندان نرمی
که بر تو دلیر -

ایات

دشمنی و نرمی بهم درجه است چو رگ زن که جگر و مریخ به است
دشمنی نگر دخواستد بیش نه سستی که نازل کند و خوش
نه مریخ را اندوختی نه یکبار تن در مذلت دهد

نظم

جوانی با پدر گفت ای خردمند مرا تعلیم ده سپیدان یک پند
بگفتا نیک مروی کن نه چندان که گرد و آبرو گریز و تیز و دانا
۱۰ - حکمت - چو بینی که در سپاه دشمن تفرقه افتاد - تو جمع
باش - و اگر جمع شوند از پریشانی اندیشه کن - قطعه

برو باد و ستا آهسته بنشین چو بینی در میان دشمنان جنگ
و گر بینی که با هم یک زبانند کماں راز و کن و بر باره بر سنگ
۱۱ - پند - سر مار بدست دشمن بکوب - که از اعدای دشمنین
خالی نباشد - اگر این غالب آمد مار کشی - و اگر آن از دشمن رسی -

فرد

بروز معرکہ این مشورِ خیم ضعیف کہ مغز شیر بر آرد چو دل زجاں برداشت
۱۲۔ نکتہ۔ بادشاہ را بر خیانتِ کسے واقف نگرداں۔ مگر
انگہ کہ بر قبولِ کَلّی واثق باشی۔ و اگر نہ در ہلاکِ خود سی میکنی۔

فتویٰ

سچ سخن گفتن انگاہ کن کہ بینی کہ در کار گسیہ و سخن
کمالست در نفسِ انساں سخن تو خود را بگفتار ناقص مکن
۱۳۔ حکمت۔ وہ آدمی بر سفرۂ بخورند۔ و دو سگ بر مردار
بہم بسر نہرند۔ حریمں بچمانے گر نہ است۔ و تانخ بنائے سیر
حکما گفتہ اند۔ و دوشی بقناعت بہ از تو انگری بضعاعت۔ شعر
رودۂ تنگ بیکانِ تنی پُر گردو نفست روی زمین پُر نکند دیدۂ تنگ

قطعه

پیر پوئل دورِ عمرش منقضی گشت مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت
کہ شہوتِ آتش است ازوے پیر ہیز بخود بر آتش دوزخ مکن تیسز
در آل آتش نداری طاقت سوز بصر آبے بریں آتش زن امروز
۱۴۔ پند۔ نادان را بہ از خاموشی نیست۔ و اگر این مصلحت
بدانستے نادان نبودے۔

قطعه

چوں نداری کمالِ فضل آں بہ کہ زباں در دہاں نگہداری
آدمی را دہاں نصیحت کرد جوڑے مغز را سُبکداری

ابیات

خرے را ابلے تعلیم میداد برو بر صرف گروے سعی و اثم
 عکس گفتش اے نادان چه کوشی دریں سودا بترس از لوم لاثم
 نیاموزد بهاتم از تو گفتار تو خاموشی بیاموز از بهاتم

ابیات

هر که تاثل نہ کند در جواب بیشتر آید سخنش ناصواب
 یا سخن آراے چو مردم بخوش یا بنشین بهو بهاتم غموش
 ۱۵- پند- هر که علم خواند و عمل نہ کرد بدان ماند که گاو راند
 و تخم نیفشاند- از تن بیدل طاعت نیاید- و پوست بے مغز
 بضاعت را نشاید- نہ هر که در مجادلت چست در معالمت درست
 ۱۶- حکمت- بے هنراں هنرمنداں را نتوانند دید- همچاں که
 سگ بازاری سگ صیدے را مشغله بر آرند- و پیش آمدن
 نیارند- یعنی سگ چل بہ ہنر باکے بر نیاید بہ خبش و پستین
 افتد-

پیت

کند ہر آئینہ غیبت حسود کو تہ دست کہ در مقابلہ گفتش بود زبان مقال
 ۱۷- حکمت- عکس کہ با جہاں در افتد باید کہ توقع عزت
 ندارد- و اگر جاکے بزبان آوری بر عکس غالب آید عجب نیست
 کہ سنگیت کہ گوہر را می شکند- پیت
 نہ عجب گر فرو رود نفس عندیہ غراب ہم نفس

قصہ

گر ہنرمند زاو باش چنانے بید
تا دل غیش نیاز و در کم نشود
سنگ بد گوہر اگر کاسہ زین شکند
قیمت سنگ فیض اید و زر کم نشود
۱۸۔ حکمت - خردمندے را کہ در زمرہ او باش سخن بریند
شگفت مدار کہ آواز بریط با غلبہ دِل بر نیاید۔ و بوسے عبیر از
گند سیر فرو ماند۔

بلند آواز ناداں گردن افروخت
کہ وانا را بے شرمی بید خفت
نمی داند کہ آہنگ حجازی
سند و ماند ز پانگ طبل خازی
۱۹۔ حکمت - جوہر اگر در غلاب افتد ہماں نفیس ست۔ و
غبار اگر بر فلک رود ہماں خیس۔ استعداد بے تربیت در پخت
و تربیت نامستعد ضائع۔ خاکستر نسبتے عالی دارد۔ کہ آتش جوہر
علویت۔ و لیکر چوں بنفس خود ہنرے ندارد با خاک برابرست
تیرت شکرہ انبے ست۔ کہ آن خود خاصیت وے ست۔ شنوی
چو کفایاں را طبیعت بے ہنر بود
ہمبہ زادگی قدش نیفزود
ہنر بنائے اگر داری نہ گوہر
کل از خار است و ابرہم از آذر
۲۰۔ حکمت - جان در حمایت یک دم است۔ و دنیا و جوع
میان دو دم۔ دین بدینا فروشان خراشد۔ یوسف را فرد شد
تا چرخند۔

بیت

بتولی دشمن پیمان دوست شکستی
ببین کہ اند کہ بریدی و با کہ پستی

۲۱- حکمت - هر که بزنگی نانش نخورند چوں بمیرد تاش نبرند
لذت انگور بیوه داند نه خداوند میوه - یوسف صدیق علیه السلام
در خشاک سال میر نخوردی - تا اگر سنگان را فراموش نکند -
مشغولی

آنکه در راحت و تنعم زیست او چه داند که حال گرسنه صیت
حال در ماندگان کس داند که باحوال خویش در ماند
قطعه

ایکه بر مرکب تازنده سواری هتار که خر خار کش سوخته در آب گل است
آتش از خانه همسایه درویش نخواه کاسچه از وزن او سنگ زد و دود دل است
۲۲- پند - درویش ضعیف حال را در خشکی تنگ سال پیرس

که چونی - الا بشرط آنکه مریم بر ریش نمی و معلوم پیش - قطعه
خریکه بینی و بارے بگل در افتاده بدل برو شفقت کن و مر و برش
کنونکه رفتی و پرسیدیش که چون افتاد میاں به بند و چو مرداں بگیرد زب خرس
۳۳- حکمت - تو اگر فاسق کلون ز راند و دست - و درویش

صالح شاید خاک آلود - این یکے دلق موسی است مرقع - و آل
ریش فرعون مرصع - ولیکن شدت نیکان روسے در فرح دارد -
و دولت بیاں سر در نشیب - قطعه

هر که راجاه و دولت ست بیاں خاطر خسته در نخواهد یافت
خبرش ده که هیچ دولت و جاه بسراے دگر نخواهد یافت

۲۴ - حکمت - تلمیذ بے ارادت عاشق بے زورست - و
 رونده بے معرفت مرغ بے پر - عالم بے عمل - درخت بے بر
 و زاهد بے علم حائنه بے در - مراد از نزول قرآن تحصيل صوت
 خوب است نه ترتیل سوره مکتوب - عامی متعبه پياده رفته است -
 و عالم متهاون سوار خفته - عاصی که دست بردارد به از عابد که
 عجب در بردارد - **بیت**

سر بناب لطیف خوسه دلدار - سست ز فقير مردم آزاد
 ۲۵ - حکمت - خلعت سلطان اگرچه عزيز است جامه خلقتان
 خود ازاں بغزت تر و خوان بزرگان اگرچه لذیذ است خورده انبیا
 خویش ازاں بلذت تر - **بیت**

سر که از دست رنج خویش وتره - بهتر از نان ده خدای و بره
 ۲۶ - حکمت - خلاف راه صواب است و عکس راست

اولا لالباب دار و یگساں خوردن - و راه نادیده بے کار و
 رفتن - امام مرشد محمد غزالی راحمة الله علیه پرسیدند - که چگونه
 رسیدی - بدین منزلت در علوم - گفت بدانکه هر چه ندانستم از
 پرسیدن آں ننگ ندانستم - **قطعه**

امید عافیت آنکه بود موافق عقل - که نبض را به طبیعت شناس بنائی
 پرس هر چه ندانی که دُلّ پرسیدن - دلیل راه تو باشد بجز ودانائی
 ۲۷ - حکمت - حکم شتر چنانکه معلوم است اگر طفله مهارش گیرد -

و صد فرسنگ برد - گردن از متابعتش بر نہ پیچد - اما اگر درہ
 ہولناک پیش آید کہ موجب ہلاک باشد ^و طفل آنجا بنا دانی
 خواہد رفتن زمام از کفش در کسلاند - و دیگر مطاوعت نکند -
 کہ ہنگام درشتی ملاطفت مذموم است - و گویند دشمن بملاطفت
 دوست نگرود - بلکہ طبع دشمنی زیادت کند - ^{قطعہ}
 کسیکہ لطف کند باتو خاک پائین باش ^و گر خلاص کند در دو چشمش آگن خاک
 سخن بلطف و کرم باد رشت خوی ملکوی ^{کہ} ز تانگ خوردہ نگرود مگر بسویں پاک
 ۲۸ حکمت - اجل کائنات از روئے ظاہر آدمی ست - و اذل
 موجودات سگ - و با اتفاق خردمندان سگ حق شناس بہ از

آدمی ناسپاس - ^{قطعہ}
 سگے را لقمہ ہرگز نہ فراموش ^و نگرود و رزنی صد نوشتن سنگ
 و گر عمرے نوازی سفلہ را ^{بکمر} چیرے آید باتو در جنگ
 ۲۹ حکمت - در انجیل آمدہ است کہ اے فرزند آدم اگر
 توانگری و ہمت مستحق شوی بحال از من - و اگر درویش
 کمند تنگدل نشینی پس علالت ذکر من کجا دریابی و بعبادت
 من کے شتایی - ^{قطعہ}

کہ اندر شنبی مغرور و غافل ^{کہ} اندر تنگدستی خستہ و ریش
 چہو در سیرا و ضراحت اینست ^{ندانم} کے بحق پروازی از خویش
 ۳۰ حکمت - ارادت بیچوں ^{یکے} را از سخت شایہی فرد وارد

ویکے رادر شکم ماہی نیکو وارد۔ بلیت
 وقت خوش آنرا کہ بود ذکر تو منوس و رخود بود اندر شکم حوت چہ پوئش
 ۳۱۔ پند۔ نیک بختاں بجکایت و امثال پیشینگان پند گیرند۔
 ازاں پیش کہ پسینان بر واقعہ او مثل زنند۔ و زدان دست کوتہ
 نکلند تا دست شاں کوتہ نکلند۔ قطعہ

نرود مرغ سوے دانہ فراز چوں دگر مرغ بیند اندر بند
 پند گیر از مصائب دگراں تا نگیرند دگراں بتو پند
 ۳۲۔ حکمت۔ آن را کہ گوش ارادت گراں آفریدہ اند چوں
 کند کہ بشنود۔ و آن را کہ کسب سعادت می برد چہ کند کہ نرود قطعہ
 شب تاریک دوستانِ خداے می بتابد چو روز رخشنده
 وین سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خداے بخشنده

رباعی

از تو بکہ تالم کہ دگر داور نیست و ز دست تو بیج دست بالاتریت
 آن را کہ تورہ وہی کسے گم نکند و آنرا کہ تو گم کنی کسے رہبریت
 ۳۳۔ حکمت۔ نصیحت پادشاہاں مسلم کسے راست کہ یم سر نداد
 یا امید زر۔

مثنوی

موحد چہ در پایے ریزی زرش چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
 امید و ہراسش نباشد ز کس برینت بنیاد تو حید و بس
 ۳۴۔ حکمت۔ حکمے نامور را پُرسیدند۔ درختاں را کہ خداے

عز و جل آفریده است - و برومند بیچ یک را آزاد بخوانده اند - مگر
 سرور را که ثمره نذارو - گوئی دریں چه سخت است - گفت - هر یک
 را دخی معین هست - بوقت معلوم - گئی بوجود آں تازه اند -
 و گاهی بعدم آں پشمرده - و سرور را بیچ ازین نیست - و همه وقت
 خوش است - و اینست صفت آزادگان - قطعه
 برینکه میگزد و دل منه که دجله بی پس از خلیفه بخوابد گذشت در بنجد
 گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم درت ز دست نیاید چو سرو باش آزاد



انتخاب از بوستان سعدی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد پاری عَرَّاسْمَه

بنام جهاندار جان آفرین	حکیم سخن بر زبان آفرین
خداوند بخشنده و دستگیر	کریم خطا بخش و پوزش پذیر
عزیز که هر که از درش سر بتافت	بهر در که شد بیج عزت نیافت
سر پادشاهان گردن فراد	بدرگاه او بر زمین نیاز
نه گردن کشان را بگیرد بقدر	نه عذر آوراں را براند بجور
وگر خشم گیرد بکردار زشت	چو باز آمدی ماحب در نوبت
و کوشتش یک قطره در بحر علم	گنه بیند و پرده پوشد بحلم
اگر با پدر جنگ جوید کس	پدر بیگماں خشم گیرد بے
وگر خویش را صنی نباشد ز خویش	چه بر گامگاهانش بر اندر زمیش
وگر بر رفیقان نباشد شفیع	بفرسنگ بگریزد از و سرفیق
وگر بنده چاکبک نیاید بکار	عزیزش ندارد خداوندگار
وگر ترک خدمت کند لشکری	شود شاه لشکرکش از بے بری

ولیکن خداوند بالا و پست
 ادیم زمین صُفْرَهٗ عامِ اوست
 اگر بر جفا پیشه بشتافتی
 بری ذاتش از شمتِ ضد و صین
 پرستارِ اعروش همه چیز و کس
 چنان سین خوانِ کرم گستر و
 لطیف و کرم گستر و کار ساز
 مرا و را رسد کبریا و منی
 یکے را بسر برهند تاجِ بخت
 کلاهِ سعادت یکے بر سرش
 گلستان کند آتش بر غلیل
 گر آن ست منشورِ احسانِ اوست
 پس پرده بپند عملهای بد
 بتهدیدگر برکت تیغِ محکم
 و گر در دهر یک صلائے کرم
 بدرگاهِ لطف و بزرگیش بر
 شروماندگان را بر حمتِ قریب
 بر احوال نابوده علمش بصیر
 بقدرتِ ننگدارِ بالا و شدید

بعضیان در رزق بر کس نه بست
 چه دشمن بریں خوانِ یغایچه دوست
 که از دستِ قهرش اماں یافتی
 غنی ملکش از طاعتِ جن و انس
 بنی آدم و مرغ و مور و مگس
 که سیمرغ در قافِ قیمت خورد
 که داراے خلق ست و دانای از
 که ملکش قییم ست و ذاتش غنی
 یکے را بجاک اندر آرد ز تحت
 گلیم شقاوت یکے در برش
 گروے به آتش بر دز آب نیل
 در این ست تو قیغ فرمانِ اوست
 همو پرده پوشد بالائے خود
 بمانند کروبیاں صُم و بُکم
 عذازیل گوید نصیبِ برم
 بزرگان نهاده بزرگی ز سر
 نضرع کنان را بدعوتِ نجیب
 با سمرار ناگفته لطفش خسیب
 خداوند دیوانِ روزِ حبیب

نه مستغنی از طاعتش پشت کس
 برو علم یک ذره پوشیده نیست
 میا کن روزی مار و مور
 با مرش وجود از عدم نقش لبست
 وگر ره بگیم عدم در برد
 جهاں متفق بر الکیتش
 بشر ما وراے جلالتش نیافت
 نه بر اوج ذاتش پرد مرغ دهم
 درین ورطه کشتی فروش مراد
 چه شبها نشستم درین سیرگم
 محیط ست علم ملک بر بسیط
 نه ادراک در گنبد ذاتش رسد
 توان در بلاغت سبحان رسید
 که خاصاں درین ره فرس رانده اند
 نه هر جاے مرکب توان تاخفتن
 وگر سالک محرم راز گشت
 کسے را درین بزم ساغر دهند
 یکے باز را دیده بردوخته است
 کسے ره سوے گنج قارون نبرد

نه بر حرف او جاے انگشت کس
 که پیدا و پنهان بنزدش بکیست
 وگر چند بیدرت و پایند و زور
 که داند جز او کردن از نیست هست
 وزاں جا بصحراے محشر برد
 فسر و ماند در کنه ماهیتش
 بصرفتهای جمالتش نیافت
 نه در ذیل وصفش رسد دست فهم
 که پیدا نشد تحته بر کنار
 که حیرت گرفت آستینم که قم
 قیاس تو بروے نگرود محیط
 نه فکرت بغور صفاتش رسد
 نه در کنه بیخون سبحان رسید
 بلا اخصی از تنگ فرو مانده اند
 که جا با سپر باید انداختن
 به بندند بروے در بازگشت
 که داروے بیوشیش در دهند
 یکے دیده با باز و پر سوخته است
 وگر برد ره باز بیرون نبرد

کز و کس نبرده است کشتی برون
 تخت اسب باز آمدن پے کنی
 صفائی بتدریج حاصل نمئی
 طلبگار عهد الست کند
 دزینجا ببال محبت پری
 مانند سزا پرده الا طلال
 عنانش بگیرد تیر که ایت
 گرم آن شد که دُنبال راعی زلفت
 بر فتنه بسیار و ممر گشته اند
 که هرگز بمنزل نخواهد رسید
 توان رفت جز بر پے مصطفی

بمردم درس موج دریاے خوں
 اگر طالبی تکیں زمین طے کنی
 تا شل در آئینه دل کنی
 مگر بُوے از عشق مدت کند
 بیایے طلب ره بدینجا بری
 بدرد یقین پردہای خیال
 وگر مرکب عقل را پویه نیست
 درین بحر جز مرو داعی زلفت
 کسای که زین راه برگشته اند
 خلاف پیمبر کسے ره گزید
 پندار سعدی که راه صفا

باب اوّل در عدل و تدبیر جهان داری

چه خدمت گذار و زبان سپاس
 که آسائش خلق در ظل اوست
 بتوفیق طاعت دلش زنده دار
 مهرش سبز و رویش برحمت سفید
 اگر صدق داری بیاد و بیا
 تو حق گوے و خسر و خائنی شنو

نگه بگرد که مهلے حق در قیاس
 ضایا تو این شاه درویش دوست
 بے بر سر خلق پا بنده دار
 برومند دار از درخت امید
 برا و تکلف مرو سعدیا
 تو منزل شناسی و شه راه رو

نہی زیرِ پایے قزل آسلاں
 بگوروے اخلاص بر خاک نہ
 کہ این ست سر جادۂ رستاں
 کلاہ خداوندی از سرینہ
 چو درویشِ مخلص بر آورخروش
 توانا و درویش پرور توئی
 یکے از گدایانِ این درگم
 مگر دستِ لطفش شود یارِ من
 وگر نہ چه خیر آید از من بکس
 اگر میکنی پادشاہی بروز
 تو بر آستانِ عبادت سرت
 خداوند را بندہ حق گذار

چہ حاجت کہ نہ کرسی آسماں
 نگو پایے عزت بر افلاک نہ
 بطاعت بنہ چہرہ بر آستان
 اگر بندہٗ سر بریں در بنہ
 چو طاعت کنی لبس شاہی مپوش
 کہ پروردگار را تو تکر توئی
 نہ کشور خدایم نہ فرماں دہم
 چہ بر خیزد از دست و کردارِ من
 تو بر خیر و نیکی دہم دسترس
 وعا کن بشب چوں گدایاں بسوز
 کمر بستہ گردن کشاں بردرت
 زبے بندگاں را خداوندگار

احکامیت

چو گریوش گرفتند دُزداں یہ تیر
 چہ مردانِ لشکر چہ خیلِ زناں
 درِ خیر بر شہر و لشکر بہ بست
 چو آوازہٗ رسم بد بشنوند
 نگو دار بازارگان و رسول
 کہ نامِ نکو شاں بعالم بر بند

چہ خوش گفت بازارگانِ پیر
 چہ مردانگی آید از رہزناں
 شنشہ کہ بازارگان را بخت
 کے آں جا دگر ہوشمنداں روند
 اگر بایدت نام و نیکی قبول
 بزرگانِ مسافر بجاں پرورند

تہ گرد آں ملک غریب
غریب آشنا باش و سیاح دوست
نکو دار صیغ و مسافر عزیز
ز بیگانه پرہیز کردن نکوست
قدیمان خود را بیغزاسے قدر
چو خدمت گذاریت گردد کھن
گر اُورا ہرم دست قدرت یست

۴ حکایت

شنیدم کہ شاہ پور دم در کشید
چو شد حالش از بے نوائی تباہ
کہ اے شاہ آفاق گستر بعدل
چو بذل تو کردم جوانی خویش
غریبے کہ چڑفتہ باشد سرش
تو گر خشم بروے نگیری رواست
وگر پاری باشدش زاد و بوم
ہم آنجا امانش مدہ تا بچاشت
کہ گویند برگشتہ باد آں زمیں
عل گرد ہی مرد منعم شناس
چو مفلس فرو برد گردن بدوش

چو خسرو بر آتش قلم در کشید
نبشت این حکایت بزرگشاہ
اگر من خام تو مانی بھنل
ہنگام پیری مرا نم ز پیش
میا زار و بیرون کن از کشورش
کہ خود خوے بد و دشمنش در قفاست
بصنعاش مفرشت مقلاب و روم
نشايد بلا بر دگر کس گماشت
کرد مردم آیند بیرون چنیں
کہ مفلس ندارد ز سلطان ہنس
ازو بر نیاید دگر حبسہ خروش

چو مُشرف دودست از امانت بشت
 ورا و نیز در ساخت با خاطرش
 خدا ترس باید امانت گزار
 بیفتاں و بشمار و فایز نشین
 دو بجنس دیرینه و ہم قلم
 چه دانی که ہمدست گردند و یار
 چو دزدان نہ ہم باک دارند و بیم
 یکے را کہ معزول کردی ز جاہ
 بر آوردن کام امیدوار
 تو یسندہ را کن ستونِ عمل
 بفراہماں برای پرستہ دادگر
 گمش میزند تا شود در دناک
 چو نرمی کنی خصم گردد دلیر
 دُرشتی و نرمی بہم در بہ است
 جواں مرد و خوش خلق و بخشنده باش
 چو یاد آیدت عہدِ شاہان پیش
 نیامد کس اندر جہاں کو بماند
 نہ مردو آنکہ ماند پس از وی بجای
 ہر آں کو نماند از پستش یادگار

بیاید برو ناظرے بر گماشت
 ز مشرف عمل بر کن و ناظرش
 امیں کز تو ترسد امینش مدار
 کہ از صد یکے را نہ بینی امیں
 نباید فرستاد یک جا بہم
 یکے دزد باشد یکے پرودہ دار
 رود در میاں کار و استے سلیم
 چو چندے بر آید بخشش گناہ
 بہ از قید بندی شکستن ہزار
 نیفتد نیر و طناپ اکل
 پدر وار خشم آورد بر پسر
 غمے می کند آیش از دیدہ پاک
 و گر خشم گیری شوند از تو سیر
 چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است
 چو حق بر تو باشد تو بر خلق باش
 ہمیں نقش بر خواں پس از عہد خویش
 مگر آں کزو نام نسیکو بماند
 پل و مسجد و چاہ و مہاں سرے
 درخت و جودش نیاورد بار

وگر رفت و ایثار خیرش نماند
چو خوابی که نامت بود در جهان
همی کام و ناز و طرب داشتند
یکے نام نیکو بسبب دراز جهان
بسیع رضا مشنو ایدای کس
گنگار را عذر نیایا بنه
گر آید گنگارے اندر پناه
چو بارے بغضی و نشنید پند
وگر پند و بندش نیاید بکار
چو خشم آیدت بر گناه کس
که سست لعل بدخشان شکست

۳۔ گفتار در تدبیر بادشاهاں و تاخیر کردن در سیاست

ابے حکم شرع آب خوردن خطا
اگر شرع فتوے دهد بر هلاک
وگر دانی اندر تبارش کساں
گنه بود مرد ستمگاره را
تنت زورمندست و لشکر گراں

وگر خوں بفتوے بریزی رویت
الا تا نداری ز کشتنش پاک
بر ایشان بختای و راحت رساں
چه تاواں زن و طفل بیچاره را
ولیکن در اقلیم دشمن مراں

کہ دے بر حصارے گریزو بلند
 نظر کن در احوال زندانیاں
 چو بازارگاں در دیارت بگرد
 کز اں پس کہ بروے بگریند زار
 کہ مسکین در اقلیم غربت بگرد
 بیندیش از اں طفلک بے پدر
 بسا نام نیکوے پنجاه سال
 پسندیده کاران جاوید نام
 بر آفاق گر سر بسر بادشاست
 بگردان تنبہستی آزاد مرد

۴۴- حکایت

خدا دوست نامے در اقصائے شام
 بصیرش در اں کنج تاریک جاے
 بزرگاں نہادند سر بر درش
 تنها کند عارف پاک باز
 چو ہر ساعتش نفس گوید بیدہ
 در اں مرزکیں پیر ہشیار بود
 کہ ہر ناتواں را کہ دریافتے
 جہاں سوز و بے رحمت و غیر کش

گرفت از جہاں کنج غارے مقام
 مکنج قناعت فرو رفته پایے
 کہ در می نیاید بدر با سرش
 بدریوزہ از خویش ترک آزد
 بخواری بگرداندش دہ بیدہ
 یکے مرزبان ستمگار بود
 بسر پنجگی پنجہ بر تافتے
 ز تلمیذش روے جہانے ترش

گروہے برفتہ و زان ظلم و عار
 گروہے بمانند مسکین و ریش
 بد ظلم جائیکہ گردد دراز
 بدیدار شیخ آمدے گاہ گاہ
 ملک نویتے گفتش اے نیک بخت
 مرا با تو دانی سر دوستی است
 گرفتیم کہ سالار کشور نسیم
 نگویم فضیلت ختم بر کسے
 شنید این سخن عابد ہوشیار
 وجود پریشانی خلق از دست
 تو با دوستداران من دشمنی
 گرفتہ بھی دوستی با مدت
 خدا دوست را اگر بدہند دوست
 عجب دارم از خواب آں سنگدل
 الا اگر ہندواری و عقل و ہوش

۵۔ گفتار

مہا زور مندی مکن بر کماں
 کہ بر یک منط می نمازد جہاں
 سر پنچہ نا تو اں پر پیچ
 کہ گردست باید بر آید پیچ
 میر گفتت پائے مردم ز جانے
 کہ عاجز بشوی گرد آئی ز پائے

دل دوستان جمع بہتر کہ گنج
میں داز در پائے کارِ کسے
تخل کن اے ناتواں از قوی
چو بینی کہ جاہل بکیں اندر است
ہمت بر آرز سترِ زندہ شور
لب خشکِ مظلوم را گو محند
بہانگِ دُہل خواہ بیدار گشت
خوردکاروانی غم بارِ خویش
اگر فتم کن اُفتادگانِ نیستی
برینت بگویم یکے سرگذشت

۴۔ حکایت

چنان خط سارے شد اندر دُشک
چنان آسمان بر زمیں شد بخیل
بخوشید سرچشمہ سارے قدیم
نبودے بجز آوِ بیوہ زنی
چو درویش بے برگ دیدم درخت
نہ بر کوہ سبزی نہ در باغِ شمع
دراں حال پیش آدم دوستے
شگفت آدم تو قوی حال بود

کہ یاراں فراموش کردند عشق
کہ لب تر نکردند زرع و خیل
نماند آب جز آبِ چشمِ یتیم
اگر بر شدے دووے از روزنی
قوی بازواں سست و در ماندہ سخت
ملخ بوستان خورد و مردمِ ملخ
کز و ماندہ بر استخوانِ پوئے
خراوند چاہ و زرو مال بود

بد و گفتم اے یار پاکیزه خوسے
 بغریه برین که عقلت کجاست
 نه بینی که سختی بنایت رسید
 نه باران همی آید از آسمان
 بد و گفتم آخر ترا پاک نیست
 گر از نیستی دیگرے شد مالک
 نگه کرد و رنجیده در من فقیه
 که مرد از چه بر ساعل لے رفیق
 من از میوانی نیم روسے زرد
 نخواهم که بین خرد مند ریش
 بجز الله از چه زاریش ایچم
 متغص بود عیش آل تندرست
 چو بفهم که درویش مسکین بخورد
 یکے را بزدان بری دوستان

مذحکات

شنیدم که در مرزے از باختر
 سپهدار گردن کش و پلشتن
 پدر هر دو را شمشیر مرد یافت
 برفت آل زمین را دو قبست نهاد
 برادر دو بودند از یک پدر
 نکوروس و دانا و شمشیر زن
 طلبکار چو لال و نادرو یافت
 بهر یک پسر دانا نصیب بداد

مبادا که بر یک و گر سرکشند
 پدر بعد ازاں روزگارے شمرد
 اقبل بگسلاندش طناب امل
 مقرر شد آن مملکت بر دوشاه
 بحکم نظر در به افتاد خویش
 یکے عدل تا نام نیکو برد
 یکے عاطفت سیرت خویش کرد
 بنا کرد و ناں داد و لشکر توخت
 خزان شتی کرد و پر کرد حبش
 بگروں شایه بانگ شادی چورعد
 خدیو خرمند و سرخ نهاد
 حکایت شفو کو دک نامجوے
 ملازم بدلداری خاص و عام
 در آن ملک قاروں برفته دلیر
 نیامد بر نیام او بر دے
 سر آمد بتائید ملک از سراں
 دیگر خواست کافروں کن تحت تاج
 طمع کرد در مال بازارگان
 نگویم که بدخواه درویش بود

به بیکار شمشیر کس بر کشند
 بجاں آری جان شیرین سپرد
 وفاتش فرو بست دست امل
 که بجد و مر بود گنج و سپاه
 گرفت هر یک یکے راه پیش
 یکے ظلم تا مال نکرد آورد
 درم داد و تیار درویش کرد
 شب بد به درویش شجانه سانت
 چنان کز خالقی بهنگام عیش
 چو شیراز در عهد بو بکر سعد
 که شاخ اُمییش بروستند باد
 پسندیده به بود و فرخنده خوس
 شنا گوس حق بامداداں و شام
 که شه دادگر بود و درویش سیر
 نگویم که خارے که برگ گس
 نهادند سر بر خطش سر و راں
 بیفزود بر مرد و بهفتاں خراج
 بلا ریخت بر جان بیچارگان
 حقیقت که او دشمن خویش بود

بامید بیشی نداد و نخورد
 که تا جمع کرد آن زرادگر بُزی
 شنیدند بازارگانان خُسر
 بُریدند از اینجا خرید و فروخت
 چو اقبالش از دوستی سربلانت
 ستیز فلک سیخ و بارش بکند
 و فاد که جوید چو پیاں گسخت
 چه نیکی طمع دارد آن بی صفا
 چو کجاش گری بود در کان کن
 چه گفتند نیکان بران نیک برد
 گمانش خطا بود و تدبیر نشت

در حکایت

یکے را حکایت کنند از ملوک
 چنانش در انداخت ضعیف حسد
 که شاه از چه بر عرصه نام آوشت
 ندیکه زمین ملک بوسه داد
 درین شهر مردی سبارک دم است
 بُزوند پیشش مُمات کس
 بخواں تا بخواند دجاسه برین
 که بیماری رشته کردش چو دُوک
 که می بُرد بر کتریناں حسد
 چو ضعیف آمد از بیدته کتر است
 که عمر حسد او نند جاوید باد
 که از پارسایان چنونه کم دست
 که مقصود حاصل نشد در نفس
 که رحمت رسد ز آسمان بر زمین

بفرمود تا متران حدم
 بگفتا دعائے کن اے ہونمند
 شنید این سخن پیر خم بودہ پشت
 کہ حق مہربان ست بر دادگر
 دعائے منت کے شود سودمند
 تو نا کردہ بر خالق بخشائیش
 بسا بدت عذیر خطا خواستن
 کجا دست گیرد دعائے ویت
 شنید این سخن شہر یار عجم
 برنجید و پس بادل خویش گفت
 بفرمود تا ہر کہ در بند بود
 جہان دیدہ بعد از دو رکعت نماز
 کہ اے بر مسرا زندہ آسمان
 ولی ہچناں بر دعا داشت دست
 تو گفتی ز شادی بخواند پرید
 بفرمود گنجینہ کو گوہر شش
 حق از ہر باطل نشاید نفست
 مرو با سر رشتہ بار دیگر
 چو بارے فتادی نگہدار پایے

بخوانند سپہر مبارک قدم
 کہ در رشتہ چوں سوزنم پایے بند
 بہ تندی بر آورد بانگہ درشت
 بخشائے و بخشائش حق نگر
 ایران مظلوم در چاہ و بند
 کجا بینی از دولت آسائیش
 پس از شیخ صالح دعا خوانستن
 دعائے مستمیدگان در پیت
 ز خشم و خجالت بر آمد بہم
 چہ رنجم حق ست اینکہ درویش گفت
 بفرمائش آزاد کردند زود
 بدا و بر آورد دست نیاز
 بجنگش گرفت بصلح ہماں
 کہ رنجور افتادہ بر پایے جنت
 چو طاؤس چوں رشتہ دریانید
 نشانند در پایے وزیر سرش
 ازاں جملہ دامن بپیشاند و گفت
 مبادا کہ دیگر کند رشتہ سر
 کہ تا بار دیگر لغزد جلے

ز سحر ہی شوکیں سخن راست است نہ ہر بارے افتادہ برخاست است

۴ حکایت

بزرگے جفا پیشہ در حد غور
خراں زیر بار گراں بے علف
چو صنم کند سفلہ را روزگار
چو بام بلندش بود خود پرست
شنیدم کہ بارے بغرم خنکار
پیا پی بدنال صیارے براند
بہ تنہا ندانست روے و رہے
خرے دید پویندہ کارگر
یکے مرد کرد استخوانے بدست
شہنشاہ پر آشفت و گفت اے جوال
چو زور آوری بہ خود نمائی ممکن
پسندش نیامد فرومایہ قول
کہ بیہودہ نہ گرفتہ ام اس کار پیش
بسا کس کہ پیش تو معذرت نیست
ملک رادرشت آمد ازوے خطاب
کہ پندام از عتسل بیگانہ
بجندید کائے ترک نادان خموش

گرفتے خر روستائی بجور
بروزے دوسکیں شہرے تلف
ہند بر دل تنگ درویش بار
کند بول و خاشاک بر بام پست
بروں رفت بیدادگر شہریار
شبش در گرفت از حشم دور ماند
بینداخت ناکام شب در رہے
توانا و زور آور و بار بر
چناں میزدن کا ستواں می شکست
ز حد رفت جورت بریں بے زبال
بر افتادہ زور آزمائی ممکن
یکے بانگ بر پادشہ زد ببول
برو چوں ندانی پس کار خویش
چو و ابینی از مصلحت دور نیست
بلغتنا بیا تا چہ بینی صواب
نہ مستی ہمانا کہ دیوانہ
مگر حال حضرت نیامد بگوش

چرا کشتی تا توانا شکست
 چه دانی که خضر آن برآی چه کرد
 که دلمان از و بجز اندیشه بود
 همانی ز دستش چو دریا بجوش
 که سالارِ ظالم بگیرد بدست
 ازاں به که در دست دشمن درست
 که پس حق بدست من است ای امیر
 که از جور سلطان بیداد گر
 ازاں به که پیش ملک بارکش
 که چون تا به نام زشتی گرفت
 که شفقت برد تا قیامت بماند
 نه بر زیر دستان درویش کرد
 بگیرد گریبان و آیینش بچنگ
 نیرد سمران عار بر گردنش
 دران روز ببار خزان چون کشد
 که در راضش ریخ دیگر کس است
 که شادیش در ریخ مردم بود
 که خسب از و مردم آزرده دل
 به بست اسب و سر بر بندین کفایت

نه دیوانه خواند کس اورا نه مست
 جمان جوئے گفت ای شنگاه مرد
 ددان بجز مردے جفا پیشه بود
 جزائر ز کردار او پُر خروش
 پس آن راز بهر مصالح شکست
 شکسته متاعی که در حرز زشت
 بجنید و بهقان روشن ضمیر
 نه از جمل می بقلم پایے خر
 خرای جانگد لنگ و تیار کش
 توان را بگوئی که کشتی گرفت
 تفو بر چنان ملک و دولت که راند
 سنگر جفا بر تن خویش کرد
 که فردا دران محفل نام و ننگ
 نهد بار اوزار بر آردنش
 اگر نعم که غم بارش اکنون کشد
 گر انصاف پُرسی بد اختر کس است
 همین پنج روزش تنعم بود
 اگر برنجیزد به آن مُرده دل
 شه این جمل بشنید و چیزے نگفت

به شب ز بیداری اختر شمرد
 چو آواز مرغ سحر گوش کرد
 سواران همه شب بزرگ تاخت
 بران عرصه بر اسب دیدند شاه
 بخاست نهادند سر بر زمین
 بزرگان نشستند و خوال خواستند
 چو مشور طرب در نهاد آمدش
 بفرمود بختند و بستند سخت
 سیه دل بر آهینخت شمشیر تیز
 شمر دآل دم از زندگی آفرین
 نه بینی که چون کار و بر سر بود
 چو دانست کن خشم نتوان گرفت
 سر نا امیدی بر آورد و گفت
 ز نامهربانی که در دور نشست
 ز من کردم از دست جورت نفیر
 عجب کز سنت بر دل آمد درشت
 و اگر نسبت آمد نکویش ز من
 ترا چاره از ظلم بگشتن است
 چو بیداد کردی توقع مدار

ز سودا و اندیشه خوابش نبرد
 پریشانی شب فراموش کرد
 سحرگه پی اسب بشناختند
 پیاده دویدند یکسر سپاه
 چو دریا شد از موج لشکر زمین
 بخوردند و مجلس بیاراستند
 ز دهقان دوشینه یاد آمدش
 بخواری فکندند در پایه تخت
 ندانست بیچاره راه گریز
 بگفت آنچه گردید در خاطرش
 قلم را ز بانوش روان تر بود
 بنا بباکی او نیرو ترکش برخت
 شب گزر در ده حال است سخت
 همه عالم آوازه بخور شد
 که خلق ز خلقی یک کشته گیر
 یکش گز توانی همه خلق کشت
 بالصفای پنج نکویش بکن
 نه بیچاره بیگنه کشتن است
 که ناست به نیکی رود در دیار

ندانم کہ چوں خپدت دیدگان
 بدایں کے ستودہ شود پادشاہ
 چہ سود آفریں بر سر اجنہ
 گرفت این سخن شاہ ظالم بگوش
 درایں دہ کہ طالع نمودش ہی
 بیاموزی از عالماں نکل ونوی
 ز دشمن شنو سیرت خود کہ دوست
 ستایش سراپاں نہ یار تواند
 ز شر وے بہتر کند ضررش
 ازین بہ نصیحت تلکویہ گست

۱۰. حکایت

یکے مُشت زن بخت روزی نداشت
 ز جور شکم گل کشیدے بہ پشت
 مدام از پریشانی روزگار
 گمش جنگ با عالم خیرہ گش
 کہ از دیدن عیش شیرین خلق
 کہ از کار آشفتہ بگریستے
 کسان شہد نوشند و مُرث و برہ
 گر انصاف پُرسی نہ نیکوست این
 نہ اسباب شامش مہیا نہ چاشت
 کہ روزی محال است خوردن بہشت
 دلش محنت آلود و تن سوگوار
 کہ از بخت شوریدہ رویش ترش
 فرو میشدے آب تلخش بخلق
 کہ کس دید ازین صعب تر زیستے
 مرا رے ناں می نہ بیند ترہ
 برہنہ من و گر بہ را پوستیں

در پنج ار فلک مشیوه ساخته
 مگر روزگارے ہوں راندے
 شنیدم کہ روزے زینے بکافت
 بنجاک اندرش عقد گسیختہ
 وہاں بے زباں پندی گفت و داد
 نہ این ست حال دہن زیر گل
 غم از گردش روزگاراں دارد
 ہماں لحظہ کیں خاطرش رستہ داد
 کہ اے نفس بے رے و تدبیر و ہوش
 اگر بندہ بار بر سر برد
 دہاں دم کہ حالش دگر گون شود
 غم و شادمانی نماند و لیک
 کرم پائے دارد نہ دہیم و تخت
 مکن تکیہ بر ملک و جاہ و حتم
 خداوند دولت غم دین خورد
 زرافشاں چو دنیا بخواہی گذاشت
 کہ گنج بدست من انداختے
 ز خود گردو محنت بیفشاندے
 عظام ز نخدان بوسیدہ یافت
 گر ہائے دندان فرو ریختہ
 کہ اے خواجہ با بے لوائی بساز
 شکر خورده انکار یا خون دل
 کہ بیجا بگردو بے روزگار
 غم از خاطرش رخت یکسو نہاد
 بکشت بار تیمار و خود را کشت
 و گمر سر با وچ فلک بر برد
 برگ از سرش ہر دو پیروں شود
 جز اے عمل ماند و نام نیک
 بدہ کز تو اس ماند اے نیکبخت
 کہ پیش از تو بودہ است و بعد از تو ہم
 کہ دنیا بہر حال می بگذرد
 کہ سعدی دُر افشاں اگر ز نداشت

۱۱۔ حکایت

حکایت کنند از چفا گسترے
 کہ فرماندہی داشت بر کشورے
 در ایام او روز مردم چو شام
 شب از بیم او خواب مردم حرام

همه روزنیکان از و در بلا
 گروهی بر شیخ آن روزگار
 که اے پروانای فرخنده رای
 بگفتا در پیغ آیدم نام دوست
 کسے را که بینی ز حق بر کراں
 حقت گفتم اے خسر و نیک رای
 بر مرد نادان نریم علوم
 چو دروے بگیرد عرو داند
 ترا عادت اے پادشاه حق رویت
 نگیس خصلتے دار دای نیک بخت
 عجب نیست که ظالم از من بجاں
 تو هم پاسبانی بالضاف و داد
 ترا نیست منت ز روے قیاس
 که در کار خیرت بخندت بداشت
 همه کس بمیدان کوشمش درند
 تو حاصل نکردی بکوشمش بهشت
 دلت روشن و وقت مبعوع باد
 حیات خوش و رفتنت بر صواب
 بشب دست پاکان از و بر دعا
 ز دست شکر گریسته زار
 بگو این جواں را ترس از خدای
 که هر کس نہ در خورد پیغام اوست
 منہ بادے اے خواجہ حق دریاں
 تو ان گفت حق پیش مرد خدای
 که صنایع کنم تخم در شوره بوم
 بر بنجد بجان و بر سبب غم
 دل مرد حق گئے از بنجا قولیت
 که در موم گیرد نہ در سنگ سخت
 بر بنجد که در دست و من پاسباں
 که حفظ خدا پاسباں تو باد
 خداوند را فضل و منت شناس
 نہ چون دیگرانت محفل گذاشت
 وے گوے بخشش نہ هر کس بر بند
 خدا در تو خوے بهشتی سرشت
 قدم ثابت و پایہ مرفوع باد
 عبادت قبول و دعا مستجاب

۱۲۔ گفتار

ہمیں تا بر آید بہت سیر کار
 چو نتوان عدو را بقوت شکست
 گر اندیشہ داری ز دشمن گزند
 عدو را بجائے سک ز بریر
 بہت سیر شاید جہاں خورو و لوس
 بتاہیر کسٹم در آید بہ بند
 عدو را بفرصت توان کنہ پوست
 حذر کن ز پیکار کستہ کے
 مزین تا توانی بر اہر و گرہ
 بود و شمش تازہ و دوست پیش
 مزین با سپاہی ز خود بیشتر
 و گر زو توانا تری در نبرد
 اگر پیل زوسی و گر شہیر جنگ
 چو دست از ہمہ پہلے برگزست
 اگر صلح خواہد عدو سر بیج
 کہ گروے بہ بند و در کارزار
 در او پاسے جنگ آورد در رکاب
 تو ہم جنگ را پیش چوں فتنہ جانت

مدارائے دشمن بہ از کارزار
 بہت بساید در فتنہ بہت
 بہ نحوید احساں زبانش بہ بند
 کہ احساں کتہ کند دندان تیز
 چو دستے نشاید گزین بئوس
 کہ اسفند یارش بخت از کنہ
 پس او را رعایت چنان کن کہ دست
 کہ از قطرہ سیلاب دیدم بے
 کہ دشمن اگر چہ زبوں دوست بہ
 کسے کش بود دشمن از دست پیش
 کہ نتوان ز دانگشت بر نیشتر
 نہ مردیت بر ناتوان زور کرد
 نبرد یک من صلح بہتر کہ جنگ
 حلال است بردن بشیر دست
 و گر جنگ بگوید عنان بہ بیج
 ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار
 نخواہد بچہتر از تو داور حساب
 کہ بر کینہ در مہربانی خطاست

چو با سِغله گوئی بِلطنت و خوشی
 چو دشمن در آمد بجز از درت
 چو ز نثار خواهد کرم پیشه کن
 ز تدبیر پیر کن بر مگرد
 بر آرند بنیاد روئین ز پایه
 بیندیش در قلب همجا مفر
 چو بینی که لشکر ز هم دست داد
 اگر بر کناری رفتن بگوش
 و گر خود هزاری و دشمن دویست
 شب تیره پیچ سوار از کین
 چو خوابی بربیدن شب راهها
 میان دو لشکر چو یک روزه راه
 گر او پیش دستی کند غم مار
 ندانی که دشمن چو یک روزه راند
 تو آسوده بر لشکر مانده زن
 چو دشمن شکستی میفکن علم
 بے در تقایه هزیمت بران
 هوا بینی از گرد همجا چو میخ
 بدنبال غارت نراند سپاه

فزول گردون کبر گردن کشتی
 بدر کن ز دل کین و خشم از سرت
 پخشای و از مکرین اندیشه کن
 که کار آزموده بود سال خورد
 جوانان بشمشیر و پیران به راس
 چه دانی که آنان که باشند ظفر
 به تنه مانده جان شیرین بباد
 و گر در میان لبس دشمن پوش
 چو شب شد در اقلیم دشمن مالیت
 چو یا قصد بشوکت باد زمین
 هذر کن نخت از کین گاهها
 بماند بزن خیمه بر جای گاه
 در افراسیاب است مغزش برآر
 سر پیچ زور مندش نماند
 که نادان ستم کرد بر خویشان
 که بازش نباید جرات بهم
 نباید که دور آفتی از یاوران
 بگیرند گردت بژوپی و تیغ
 که غالی بماند پس پشت شاه

سپه را نگهبانی ششصد یار به از جنگ در حلقه کارزار

۱۰ گفتار اندر عذر کردن از دشمنی که در طاعت آید

گرت خویش دشمن شود دوستدار
که گردد درونش بکین تویش
بداندیش را لفظ شیرین حسین
کسی جان از آسیب دشمن ببرد
نگهدار و آن شوخ در کیسه در
سپاهی که عاصی شود از امیر
نذاشت سالار خود را سپاس
بسوگند و عهد استوارش مدار
نواآموز را ریشیاں کن دراز
چو اقلیم دشمن بچنگ و حصار
چو بر کندهی از دست دشمن دیار
که گر باز کوبد در کارزار
وگره شهریاں را رسانی گزند
مگر دشمن تیغ زن بر درست
بتدبیر جنگ بداندیش کوش
منه در میاں راز با هر کسی
ز تلبیس این مشو زینهار
چو یاد آیدش مرد پیوند خویش
که نمکن بود زهر در انگبین
که مرد وستان را بدشمن شهرد
که بیند همه خلق را کیسه بتر
ورا تا توانی بخدمت گیر
ترا هم نداند ز غدرش هراس
نگهبان پنهان برو بر گمار
نه بگل که دیگر نه ببینش باز
بگیری بزندانیش سپار
رعیت بسا ماں ازوے بدار
بر آرند عام از دماغش دمار
در شهر بر روے دشمن بند
که هم باز دشمن بشمارند رست
صلح بیندیش و نیت پویش
که جاسوس هم کاسه دیدم بے

سکندر که با شتر قیال حرب داشت
 چو بهمن بزا و لستان خواست شد
 اگر جز تو داند که غزم تو چیست
 کرم کن نه پر خاش و کین آوری
 چو کارے پر آید بلطف و خوشی
 سخاوی که باشد دلت در دمن
 باز و توانا نباشد سپاه
 دعای ضعیفان امیدوار
 هر آنکه استعانت بدر ویش بُرد
 در خیمه گویند در غرب داشت
 چپ آوازه افگند و از راست شد
 بران راس و دانش نباید گریست
 که عالم بر زیر نگین آوری
 چه حاجت به تنی و گردن کشی
 دل در دمنان بر آور ز بند
 برو همت از ناتوانان بخواه
 ز بازوای مردی به آید بکار
 اگر با فرمان و زوان پیش بُرد

باب دوم در احسان

اگر هوشمندی بمعنی کرای
 کرا دانش و جود و تقوی نبود
 کس خُشد آسوده در زیر بگل
 غم خویش در زندگی خور که خویش
 زرو نعمت اکنون بده کان شست
 سخاوی که باشی پراگنده دل
 پریشان کن امروز گنجینه حُست
 تو یا خود بهر تو مشه خویشین
 که معنی بماند نه صورت بجای
 بصورت درش بیج معنی نبود
 که خُشید زو مردم آسوده دل
 برده نپرداز و از حرص خویش
 که بعد از تو پیروان ز فرمان شست
 پراگندگان را از خاطر مهمل
 که فردا کلیدش نه در دست شست
 که شفقت نیاید ز فرزند زن

کسے گوئے دولت زد دنیا پر
 بخوارگی جز سرانگشت من
 مکن بر کف دست نه هر چه هست
 پیشین ستر درویش کوش
 مگردان غریب از دلت بے نصیب
 بزرگے رساند بخت حاجت خسر
 بحال دل خستگان در نگر
 فروماندگان را درون شاد کن
 نه خواهنده بر در دیگران
 که با خود نصیب به عقبه بود
 نماند کسے در جهان پشت من
 که فردا بدندان بری پشت دست
 که مقرر خدایت بود پرده پوش
 سباده که گردی بدرها غریب
 که ترسد که محتاج گردد بشیر
 که یار دل خسته باشی مگر
 ز دور فروماندگی یاد کن
 بشکرانه خواهند از دروا

۲- حکایت عابد با شیاد شوخ دیده

زبان دالے آمد بصاحب دے
 یکے سفلہ را ده درم بر من است
 ہمہ شب پریشان ازو حال من
 بگردان سخنهای خاطر پریش
 خدایش مگر تا ز مادر بزاد
 ندانسته از دفتر دیں الف
 در اندیشه ام تا کدام کریم
 شنید این سخن پیر فرخ نهاد
 کہ حکم فرومانده ام در گلی
 کہ دانگے ازو بردلم ده من است
 ہمہ روز چوں سایہ دُنیاں من
 درون دلم چوں درخانہ نیش
 جز آن ده درم چیز دیگر نداد
 بخوانده بجز باب لای نصرف
 ازاں سنگدل دست گیر و به سیم
 دُرستے دُو در آستینش نهاد

در افتاد در دست افسانه گوئی
یکے گفت شیخ این بدانی که کیست
گداے که بر شیر نر زین بند
بر آشفته عابد که خاموش باش
اگر راست بود آنچه پنداشتم
اگر شوخ چشمی و سالوس کرد
که خود را ننگداشتم آبروی
بد و نیک را بذل کن سیم وزر
خفاک آنکه در صحبت عاقلان
گرت عقل و راست و تدبیر و هوش
که اغلب درین شیوه دارد مقال

بروں رفت از انجا چو زرتاده روست
بروگر بمیرد نباید گریست
ابو زید را اسپ و فرزین بند
تو مرد و زباں نیستی گوش باش
ز خلق آبرویش ننگداشتم
آلاتا نه پنداری افوس کرد
ز دست چنان گر بزیاوه گوئی
که این کسب خیرست و آل دفعه شمر
بیاموزد اخلاق صاحب لال
بعزت کنی پند سعدی بگوش
نه در چشم و زلف و بنا گوش فحال

۳۰ حکایت کریم تنگدست با سائل

یکے را کریم بود و قوت نبود
که سقوله خداوند هستی مباد
کسی را که همت بلند او فتد
چو سیلاب دیناں که بر کوپسار
نه در خورد سرمای گردے کریم
برش تنگدستے دو حرفے نبشت

کفافش بستاند مرورت نبود
جواں مرد را تنگدستی مباد
مردش کم اندر کند او فتد
نگیرد ہی بر بلندی قسار
تنگدست مایه بودے انیں لاجرم
که اے خوب فریام فرسخ سرشت

یکے دست گیرم بچندین دم
 بچشم اندرش قدر چیزے نبود
 بخصمان بندی فرستاد مرد
 بدارید چندان کف از دامنش
 وزاں جا بزنند در آمد که خیز
 چو کجشک در باز دید از قفس
 چو باد صبا زان زمین سیر کرد
 گرفتار عالمی جوان مرد را
 چو بیچارگان را و زندان گرفت
 شنیدم که چندے دران عیس ماند
 ز ماننا نیا سود شبها نغمت
 نه پندارست مال مردم خوری
 بگفتا که ہاں اے مبارک نفس
 یکے ناتوان دیدم از بند ریش
 ندیدم ہر دو کیسا دانش پسند
 بمرد آخر و نیک نامی بسند
 تن زندہ دل خستہ در زیر گل
 کہ چندے ست تامن بزنند دوم
 ولیکن بدستش بشیرے نبود
 کہ اے نیک نامان آزاد مرد
 وگرمی گریزد ضامن بر منش
 وریں شہر تا پای داری گمیز
 قرارش نبود اندر و یک نفس
 نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد
 کہ حاصل کنی سیم یا مرد را
 کہ مرغ از قفس رفتہ نتوان گرفت
 نہ رقتہ نبشت و نہ فریاد خواند
 برو پارسائے گذر کرد و گفت
 چہ پیش آمدت تا بزنند وری
 بخوروم بھیلست گری مالی کس
 خلاصش ندیدم بجز بند خویش
 من آسودہ و دیگرے پایے بند
 زبے زندگانی کہ نامش نمود
 بہ از مالے زندہ و مردہ دل

دل زندہ ہرگز نگرود ہلاک
 تن زندہ دل گر بید و چہ پاک

۴- حکایت

بتائید در صیغے از ضعف حال
 نہ دینار و ادش سیہ دل نہ دانگ
 دل سائل از جوہر او خوں گرفت
 تو انگر ترش روے بارے چہ راست
 بفرمود کویہ نظر تا غلام
 بنا کردنِ شکر پروردگار
 بزرگیش سرور تہا ہی نہاد
 شقاوت نشانیش برہنہ چو سیر
 نشانیش قضا بر سر از فاقہ خاک
 سراپایہ حاش و گر گونہ گشت
 غلامش بدست کریمے قتاد
 بدیدار مسکین آشفہ حال
 شبانکہ یکے بر درش لقمہ حیات
 بفرمود صاحب نظر بندہ را
 چو نزدیک بروش ز خواں بہرہ
 شکستہ دل آمد بر خواجہ باز
 پیرسید سالار سرخندہ خوبے
 بگفت اندروم بشورید سخت

بر تند خوئے خداوند مال
 بروزد بسر باری از طیرہ بانگ
 سر از غم بر آورد و گفت ای شکست
 مگر می نترسد ز تلخی خواست
 بر اندش بزاری و زجر تمام
 شنیدم کہ برگشت از ورودگار
 عطارد قتل در سیاہی نہاد
 نہ بازش رہا کردوئے بارگیر
 مشعبد صفت کیسہ دوست پاک
 بریں ماجرا بدستے برگزخت
 تو انگر دل دوست روشن نہاد
 چناں شاد بودے کہ مسکین مال
 ز سمنی کشیدن قدماش سست
 کہ خوشنودگن مرد خوابندہ را
 بر آورد ہے خویشین نعرہ
 عیاں کرد اشکش بدیباہ راز
 کہ اشکت ز جوہر کہ آمد بروے
 بر احوال ایں پیر شوریدہ بخت

خداوند زور بود و اطلاق و سیم
کند دست خواہش پدیدار از
ستم بر کس از گردش و وفیت
که سموے سراز کبر بر آسمان
بروز منش دور گیتی نشاند
فروشت گرد غم از دے من
کشاید بفضل و کرم دیگرے
بسا کار منعم زبر زیر شد

که ملک وے بودم اندر قدیم
چو کوتاہ شد دستش از غونا ز
بمخندید و گفت اے پسر جو نیست
ز آن تنگ روزی ست بازار گال
من آنم که آن روزم از در براند
نگه کرد باز آسمان سموے من
خدا از حکمت به بندد درے
بسا مفلس و بینوا میر شد

۵. حکایت حاتم طائی و صفت جوانمردی وے

بخیل اندر من باد پائے چودود
که بر برق پیشی گرفته ہے
تو گفتی مگر ایہ نیساں گذشت
که باد از پیش باز ماندے چو گرد
سخنناے حاتم سلطان روم
چو اسپش بجولان و نادور نیست
که بالائے سیرش نہ پرد عقاب
که دعوای خجالت بود بے گناه
بخواہم گراو مکرمت کرد و داد

شنیدم در ایام حاتم که بود
صبا شریعتی رعد بانگ ادبے
بتنگ نزاله می ریخت بر کوہ و دشت
نیکے سیل رفتار ہامول نورد
بلغتند مردان صاحب علم
که ہمتاے او در کرم فرد نیست
بیابان نوردے چو کشتی بر آب
بدستور دانا چنین گفت شاہ
من از حاتم آن اسپ تازی نژاد

بداتم کہ دروے شکوہ می رست
 رسول خردمند عالم بچھے
 زمیں مردہ و ابرگریاں برد
 بمنزل گم حاتم آمد فسدود
 سہاٹے بیگلندہ اسپے بکشت
 شب آنجا بودند و روز دیگر
 سہی گفت و حاتم پریشان چوست
 کہ اے برہ در موبد نیک نام
 من آن باد رفتار دلدل فتاب
 کہ دانستم از دست باران ویل
 بنوے دیگر روے و راہم نبود
 فروت ندیدم در آئین غمیش
 مرا نام باید در اقلیم فاش
 کساں را درم داد و تشریف واپ
 خورشید بروم از جواں مردوٹے
 ز حاتم بدیں مکتہ راجنی مشو
 دیگر رو کند بانگِ طبل تہی ست
 رواں کردودہ مرد ہمراہ وے
 صبا کردہ بار دیگر جاں درد
 بر آسود چوں تشنہ بر زندہ رود
 بدامن شکر دادشاں زر بکشت
 بگفت آنچه دانست صاحب خبر
 ز حسرت بدندان ہی کند دست
 چرا پیش از نیم ندادی پیام
 ز بہر شادوش کردم کباب
 نغاید شدن در چراگاہ خیل
 جز او بر ویر بارگاہم نبود
 کہ محال بخشد دل از فاقہ ریش
 دیگر مرکب نامور گو سباسب
 طبعی ست اخلاق نیکو نہ کسب
 ہزار آفریں گفت بر طبع وے
 ازین نظر تر ماجراے شنو

حکایت در آزمودن پادشاہ مین حاتم را با آزاد مردی
 نداتم کہ گفت ایں حکایت مین کہ بودست فرہاں دہے مین

ز نام آوراں گوے دولت ربود
 تو اں گفت اورا سحاب کرم
 کسے نام حاتم بُر دے برش
 کہ چند از مقالات آں باد سنج
 شنیدم کہ جتنے ملوکا نہ ساخت
 دیہ ذکر حاتم کسے باز کرد
 حسد مرد را بر سر کینہ داشت
 کہ تا بہت حاتم در آیام من
 بلا جوے راہ بنی طے گرفت
 جوالے برہ پیش باز آمدش
 فلکور وے و دانا و شیریں زباں
 کرم کرد و غم خورد و پوزش نمود
 نہادش سحر بوسہ بردست و پایے
 بگفتا نیارم خدا یدر مقسیم
 بگفت ار نہی ہامن اندرمیاں
 یمن دار گفت اے جوالہر دگوش
 دریں بوم حاتم شناسی مگر
 سرش پادشاہ یمن خوارت است
 گرم رہنائی بدانجا کہ اوست

کہ در گنج سخنیں نظیرش نبود
 کہ دستش چو باراں فشانده دم
 کہ سودا نہفتے ازو بر سرش
 کہ نئے ملک دارد نہ فرماں نہ گنج
 چو جنگ اندراں بزم خلقے نوخت
 دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد
 یکے را بخوں خوردنش برگاشت
 نخواہد بہ نیکی شدن نام من
 بکشتن جواں مرد را پے گرفت
 کزو بویے اُسے فراز آمدش
 بر خویش بُر د آں شبش میہاں
 بداندیش را دل بہ نیکی ربود
 کہ نزدیک ما چند روزے بیایے
 کہ در پیش دارم مہمے عظیم
 چو یاران یک دل بکوٹم بجاں
 کہ دارم جواں مرد را پردہ پوش
 کہ فرخندہ نام ست و میکو سیر
 ندانم چہ کہیں در میاں خاست بہت
 ہمیں چشم دارم ز لطف تو دوست

بخندید بر ناکه حاتم منسم
 نباید کہ چون صبح گرد سفید
 چو حاتم با زادگی سر نهاد
 بجاک اندر افتاد بر پائے حبس
 بنداخت شمشیر و ترکش نهاد
 کہ گر من گفتم برد جودت زخم
 دو چشمش بوسید و در برگرفت
 ملک در میان دو ابروے مرد
 بگفتش بیاتا چه داری خبر
 مگر بر تو نام آورے حملہ کرد
 جوان مرد شاطر زمین بوسہ داد
 بدو گفت کائے شاہ باداد و ہوتا
 کہ در یافتہ حاتم نا مجھوے
 جو انمرد و صاحب خرد دیدمش
 مرا بار لطفش دوتا کرد و گشت
 بگفت انچہ دید از کرمائے دے
 فرستادہ را داد منسم درم
 کہ حاتم منسم

سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم
 گزندت رسد یا شوی نا امید
 جوان را بر آمد خروش از نهاد
 گش خاک بوسید و گہ پا و دست
 چو فرمان براں دست برکش نهاد
 نہ مردم کہ در کیش مرداں زخم
 و زانجا طریقی یمن بر گرفت
 بدانت حالے کہ کارے نکرد
 چرا سر نہ بستی بختراک بر
 نیاوردی از ضعف تاپ نبرد
 ملک را شنا گفت و تمکین نهاد
 ازیں در سخناے حاتم نیوش
 ہمز مند و خوش منظر و خوب روے
 بردا لگی فوق خود دیدمش
 بشمشیر احساں و فضل بگشت
 شمشیر شنا گفت بر آں طے
 کہ مہرست بر نام حاتم کرم

مراورا رسد گر گواہی دہند
 کہ سخن و آوازہ اس بھر مہند

۱. گفتار اندر مہمیت مُلوک و سیارتِ مُلک

بگفتیم در باب احساں بے
 بخور مردم آزار را خون و مال
 کسے را کہ با خواہد شست جنگ
 بر انداز بیخے کہ خار آورد
 کسے را بدہ پایہ مستراں
 بمختلے بر ہر کجا خالے ست
 جہاں سوز را کشتہ بستر چراغ
 ہر آنکہ کہ بر دزد رحمت کنی
 جفا چشماں را بدہ سر بساد
 ولیکن نہ شرط است باہر کسے
 کہ از مرغ بد کندہ بہ پروبال
 بدستش چرامی دہی چوب و سنگ
 دستخے بہر دور کہ بار آورد
 کہ بر کستراں سر ندارد گراں
 کہ رحمت برو جور بر عالمے ست
 یکے بہ در آتش کہ خلقے بد راغ
 بہازوے خود کارواں میزنی
 ستم بر ستم پیشہ عدل ست و داد

باب سوم در عشق

۱. حکایت در معنی قدیم در ست مرداں

گفتار ما من و پیرے از قاریاب
 مرا یک دم بود و برداشتند
 سیاہاں برآمد گشتی پر دود
 چرا گرید آمد نہ ہمارا گشتند
 رسیدیم در خاک مغرب باب
 گشتی و درویش بگذشتند
 کہ آں ناخدا ناخدا ترس بود
 ہراں گرید ققمہ بچندید و گفت

مرا آں کس آرد کہ کشتی برد
خیال ست پنداشتم یا بخواب
نگہ بامداداں بمن کرد و گفت
ترا کشتی آورد و مارا خداے
کہ ابدال بر آب و آتش روند
فلکدار دش مادرِ مہرور
چنین داں کہ منظورِ عین الحق اند
چو تابوتِ موسیٰ ز غرقاب نیل
نرسد دگر و جلد پہنا درست
چو مرداں کہ بر خشک تردہنی

۲۔ گفتار اندر معنی فناے موجودات پاکبریاے
باری عزاسمہ

بر عارفاں جز خدا هیچ نیست
ولے خردہ گیرند اہل قیاس
بنی آدم و دام و دو کیستند
بلویم گر آید جوابت پسند
پری و آدمی زاد و دیو و طاک
کہ با ہستیش نام ہستی برند

نورِ غم براے من اے پُرغرد
بگسترد سجادہ بر رُوسے آب
ز مدہوشیم دیدہ آں شبِ خفت
عجب ماندی اے یارِ فرخندہ رے
مرا اہل صورت بدیں نگر وند
نہ طفلے کز آتش ندارد خبہ
پس آناں کہ در وجد مستغرق اند
نگہدار از تابِ آتش خلیل
چو کودک بدستِ شنادر برست
تو بر رُوسے دریا قدم چوں زنی

۳۔ عقل جز هیچ بر هیچ نیست
توان گفتن ایں با حقائق شناس
کہ پس آسمان و زمین چہ بستند
پسندیدہ پر سیدی اے ہوشمند
کہ ہاموں و دریا و کوہ و فلک
ہمہ ہرچ ہستند ازان کمتر اند

عظیم ست پیش تو دیا بموج بلندست گردون گرداں بر اوج
وے اہل صورت کجا پے برند ق کہ اربابِ معنی بہ ملکہ درند
کہ گر آفتاب ست یک ذرہ نیست وگر ہفت دریاست یک قطرہ نیست
چو سلطانِ عزت علم بر کشد جہاں سر بجیبِ عدم در کشد

۳۔ حکایتِ دانشمند بہ اتابک سعد بن زنگی عنقرض لہ

شنا گفت بر سعد زنگی کسے کہ بر تربتش باد رحمت بے
درم داد و تشریف بنوختش بقدر ہنر پایگہ ساختش
چو اللہ و بس دید بر نقش زر بشورید و برکتِ خلعت زبر
ز سوزش چناں شعلہ درجاں گرفت کہ بر جہت راہِ بیاہاں گرفت
یکے گفتش از ہنشینانِ دشت چہ دیدی کہ حالتِ دیگر گونہ گشت
تو اول زمین بوسہ دادی سہ جائے نبایستے آخر زون پشت پائے
بخندید کاؤل ز بیم و اُمید ہی لرزہ بر تن فتادم چو بید
باخر ز تمکینِ اللہ و بس نہ چیزم بچشم اندر آمد نہ کس

باب چہارم در تواضع

۱۔ حکایتِ عیسیٰ علیہ السلام و عابدِ پارسا

شنیدستم از راویانِ کلام کہ در عمدِ عیسیٰ علیہ السلام

یکے زندگانی تلف کرده بود
 و لیسرے سیه نامہ سخت دل
 بسر برده ایام بے حاصلے
 سرش خالی از عقل و پیر ز احتشام
 یہ ناراستی دامن آلودہ
 نہ پائے چو بینندگان راست رو
 چو سال بد از دے خلائی نفور
 ہواؤ ہوس خرمش سوختہ
 سیه نامہ چنداں تنعم براند
 گنگار و خود راے دشمن پرست
 شنیدم کہ عیسی در آمد ز دشت
 بزیر آمد از غرق خلوت نشیں
 گنگار برگشتہ اختر ز دور
 تال بحسرت کنان شرمسار
 خجل زیر لب غدر خواہاں بسوز
 سر شکم از دیدہ باران چو میخ
 بر انداختم نقد عمر عزیز
 چو من زندہ برگزیدہ مبارکے
 برست آنکہ از عمو طغیے بمرود
 بہ جبل و ضلالت سر آورده بود
 ز ناپاکی ابلیس از دے مجمل
 نیا سود تا بود از دے دے
 شکم سربہ از لقمہ ہائے حرام
 بہ ناداشتی دودہ اندودہ
 نہ گوشے چو مردم نصیحت شنو
 نمایاں بہم چوں مہ نور دور
 جوے نیک نامی نیست وختہ
 کہ در نامہ جائے نبشتن نماند
 بہ غفلت شب و روز محمود و مست
 یہ مقصورہ عابدے برگزشت
 بیایش در افتاد سر بر زمیں
 چو پروانہ حیراں در ایشاں ز نور
 چو در ویش در دست سرمایہ دار
 ز شہائے در غفلت آورده روز
 کہ عمر بہ غفلت گذشت اے درخ
 بہ دست از نگوئی نیا آورده چیز
 کہ مرگش بہ از زندگانی بست
 کہ پیرانہ سر شرمساری نبرد

گناهم بخش اے جہاں آفریں
 دریں گوشہ نالاں گنگار پر
 نگوں ماند از شرمساری سرش
 وزاں نیمہ عابد سیر پرغور
 کہ این مڈبر اندر پے ماچراست
 بگردن بر آتش در افتاده
 چه خیر آمد از نفس تر دامش
 چه بودے کہ زحمت بُرنے ز پیش
 نمی رنج از طلعت ناخوشش
 بہ عشر کہ حاضر شود انجمن
 دریں بُد کہ وحی از جلیل الصفات
 کہ گر عالم است آن و گردے بھول
 تہ کردہ ایام برگشتہ روز
 بہ بیچارگی ہر کہ آمد برم
 عفو کردم ازوے عملہائے زشت
 وگر عار دارد عبادت پرست
 بگو رنگ ازو در قیامت مدار
 کہ آن را جگر خوں شد از سوز و درد
 ندانست در بار گاہ غنی

کہ گر با من آید فیض القریں
 کہ فریاد عالم رس اے ونگہر
 رواں آب حسرت بہ شیب برش
 ترش کردہ بر فاسق ابرو ز دور
 نگوں بخت ناواں چه بچن مارت
 بہ باد ہوا عمر در دادہ
 کہ صحبت بود با مسیح و منش
 بہ دوزخ بر فتنے پس کار خویش
 مبادا کہ در من فتد آتش
 خدایا ! تو با او مکن حشر من
 در آمد بہ عیسی علیہ الصلوٰۃ
 مرا دعوت ہر دو آمد قبول
 بنا لید بر من بزاری و سوز
 نیست از منش ز استان کرم
 در آرم بہ فضل خودش در بہشت
 کہ در خلد باوے بود ہم نشین
 کہ آن را بہ جنت پرند این بہ ناس
 گر این تکیہ بر طاعت خویش کرد
 کہ بیچارگی بہ نہ گسہ دینی

درد و زخمش را نباید کلید	کرا جامه پاک است و سیرت پلید
به از طاعت و خوشنیت	بریں آستان عجز و مسکینیت
نمی گنجند اندر خدائی خودی	چو خود را دینکار شمردی بدی
نه هر شهسوار سے بدر بُرد گوئے	اگر مردی از مردی خود مگوئے
که پنداشت چوں پسته مغزے درو	پیاز آمد آل بے هنر جملہ پوست
برو عذر تقصیر طاعت بیار	ازیں نوع طاعت نیاید بکار
که با حق نگو بود و با خلق بد	نخورد از عبادت بر آل بخرد
ز سعدی همیں یک سخن یاد دار	سخن ماند از عاقلان یا دگر
به از پارسائے عبادت نمائے	گنگار اندیشه ناک از خداے

۳ حکایت و نشاند و ریش و قاضی متکبر

در ایوان قاضی به صف بر نشست	فقیه کس جامه تنگ دست
معروف گرفت آستینش که خیز	نگه کرد قاضی درو تیز تیز
فرو تر نشیں یا برو یا بالیت	ندانی که برتر مقام تو نیست
چو سر پنجه ات فیت شیریں مکن	بجای بررگان دلییدی مکن
گرامت به جا بست و منزل بقدر	نه هر کس سزاوار باشد بصدر
همیں شرمساری عقوبت پس است	وگر ره چه حاجت به پند کس است
بخواری نیفته ز بالا به پست	به عزت هراں کو فرو تر نشست
فرو تر نشست از مقامے که بود	چو آتش بر آورد و ریش دود

فقیهاں طریقِ جدل ساختند
 کشادند باہم در فتنہ باز
 تو گفتی خروسان شاطر بہ جنگ
 یکے بخود از خشنماکی چو مست
 فتادند در عقدہ تیج تیج
 کُن جامہ اندر صفِ آسندیں
 کہ بر ہاں قوے باید و معنوی
 مرا نیز چو گانِ حرف است و گوے
 بہ کلابِ فصاحت بیانی کہ داشت
 سراز کوے صورت بہ معنی کشید
 بگفتند از ہر کنار آسندیں
 سمنہ سخن تا بجاسے بر اند
 بروں آمد از طاق و دستارِ خویش
 کہ ہیسات قدر تو نشان ختم
 در بلخ آدم با چنیں مایہ
 معرف بہ دلداری آمد برش
 بدست و زباں منع کردش کہ دود
 کہ فردا شود بر کمن میزبان
 چو مولام خوانند و صد و کبیر

لم ولا تسلّم در انداختند
 بہ لا و نعم کردہ گردن فراز
 فتادند باہم بہ مفتار و چنگ
 یکے بر زمین میزدے ہر دو دست
 کہ در حلّ آل رہ نبردند بیج
 بہ غرض در آمد چو شیرِ عرس
 نہ رگمے گردن بہ حجت قوی
 بگفتند از نیک دانی بگوے
 بہ دلما چو نقش نگیں بر نگاشت
 قلم بر سرِ حرفِ دعوائے کشید
 کہ بر عقل و طبع ہزار آفریں
 کہ قاضی چو خرد در دل باز ماند
 بہ اکرام و لطفش فرستاد پیش
 بہ شکرِ قد و دست نپسردا ختم
 کہ بینم ترا در چنیں پایہ
 کہ دستارِ قاضی ہند بر سرش
 منہ بر سرم پائے بند غرور
 بہ دستارِ پنجرہ گرم سرگراں
 نمایند مردم بہ چشم حقیر

تفاوت کند هرگز آب زلال
 خرد باید اندر سر مرد و مغز
 کس از سر بزرگی نباشد به چیز
 میفران گردن به دستار و ریش
 به صورت کسانیکه مردم و ش اند
 به قدر همز جُست باید محل
 نئے بوریا را بلندی نکوست
 بدین عقل و همت نخواهم کست
 چه خوش گفت خرمهره در گنگ
 مرا کس نخواهد خریدن به بیج
 نه منعم بمال از کس بهتر است
 بدین شکوه مرد سخن گوئے چرت
 دل آزرده را سخت باشد سخن
 چه دستت رسد مغز دشمن برآر
 چنان ماند قاضی بکورش ایر
 بدندان گزید از تعجب بدین
 وز آنجا جوان روئے همت بتافت
 غویو از بزرگان مجلس بخواست
 نقیب از پیش رفت و هر سو دید

گرمش کوزه درین بود یا سفال
 نباید مرا چون تو دستار و مغز
 کد و سر بزرگ است و به مغز نیز
 که دستار پنبه است و سبب جوش
 چه صورت همان به کدام در کشند
 بلندی و نخسی مکن چون زحل
 که خاصیت نیست که خود در دست
 و گر میرود صد غلام از پست
 چه بزداشتش پُر طمع جاهل
 به دیوانگی در حریم بیج
 خوار جل اطلس پوشد خراست
 به آب سخن کینه از دل بشت
 چه خصمت بیقتاد سستی مکن
 که فرصت فرو شوید از دل غبار
 که گفت إِنَّ لَهَا لَيَوْمٌ عَمِير
 بماندش در و دیده چون فرقی
 بروی رفت و بازش نشان کس نیست
 که گوئی چنین شوخ چتم از کجاست
 که مروءه بدین لغت و صورت که دید

یکے گفت ازیں نوع شیریں نفس دریں شهر سعدی شناسیم و بس
 ہاں مد ہزار آفریں کیں بگفت حق تلخ میں تاجہ شیریں بگفت

۴۴ حکایت در توبہ کردن بادشاہزادہ گنجہ

یکے بادشہ زادہ گنجہ بود
 بہ مسجد در آمد سراپاں و مست
 بہ مقصورہ در پارسلے مقیم
 تھے چند بر گشت او مجتہع
 چو بے عزتی پیشہ کرداں حوول
 چو منکر بود بادشہ را ہندم
 محکم کند سیر بہ جوئے گل
 گرک نخی مگر بہ آید ز دست
 وگر دست قدرت خدای بگوسے
 چو دست و زباں را نمازد مجال
 نیکی پیش دانائے خلوت نشیں
 کہ یکبار آخر بریں رند و مست
 دم سوزناک از دل با خبر
 بہ آورد مرد جهان دیدہ دست
 خوش است این سپرد قش از روزگار

کہ نا اہل و نا پاک و سرنجہ بود
 مے اندر سرو ساکنینے بدست
 زبان دلاویز و قلوب سلیم
 چو عالم نباشی کم از مستمع
 شدند آں عزیزاں خراب اندر
 کہ یار و زداں امر معروف و دم
 فرو ماند آہ از چنگ از دہل
 نشاید چو بیدست و پایاں نشست
 کہ پاکیزہ گردد بہ اندر زخوے
 بہت نمایند مردی رجال
 بنالہد و بگریہت سر بر زمیں
 دعا کن کہ مابے زبانیم و دست
 قوی تر کہ ہفتاد تیغ و تیر
 چہ گفت ؟ اے خداوند بالا و پست
 خدایا ہمہ وقت او خوش بدار

کے گفتش اے قدوہ راستی
 چہ بد عمد را نیک خواہی زہر
 چہیں گفت بیندہ تیزموش
 بہ طامات مجلس نیاراسم
 کہ ہرگہ کہ باز آید ازخوے زشت
 چتیں پنخروز است عیش مدام
 حدیث کہ مرد سخن ساز گفت
 از وجد آب در چشمش آمد چو میخ
 بہ نیران شوق اندر ویش بسوت
 بر نیک محضر فرستاد کس
 قدیم رنجہ فرماے تا سرنہم
 دو رویہ ستادند بر در سپاہ
 شکر دید و عناب و شمع و شراب
 یکے فائز از خود یکے نیم ست
 ز سوئے بر آورد مطرب خروش
 حریفان خراب از سئے لعل رنگ
 نبود از ندیمان گردن فراز
 دین و چنگ با یک دگر سازگار
 بفرمود در ہم شکستہ حسد

بدیں بد چہرا نیکوئی خواستی
 چہ بد خواستن بر سر خلق و شہر
 چو سر سخن در نیابی جو من
 ز داد آفریں توبہ اش خواستم
 بچشے رسد جاوداں در بہشت
 بہ ترک اندرش عیشاے مدام
 یکے زان میاں با ملک باز گفت
 ببارید بر چہرہ سبیل در بیخ
 حیا دیدہ بر پشت پایش بدخت
 در توبہ کوبایی کہ فریاد رس
 سر جمل و تا راستی بر نہم
 سخن پرور آمد در ایوان شاہ
 وہ از نعمت آباد و مردم خراب
 یکے شعر گویاں صراحی بدست
 ز دیگر سو آواز ساقی کہ نوش
 سر چنگی از خواب و بر چو چنگ
 بجز نرگس آنجا کس دیدہ باز
 بر آورد زیر از میاں تالہ زار
 مبدل شد آن عیش صافی بدرد

فنکستند چنگ و گسستند رود
 بپنجان در سنگ بر دُن زدند
 روان خمر و چنگ او فتاده نگوں
 خم آستن خمر نہ ماہ بود
 شکم تا بنافش دریدند مشک
 بفرمود تا سنگ صحن سرے
 کہ گلگونہ خمر یا قوت فام
 عجب نیست بالوہ گر شد خراب
 و گر ہر کہ بر لب گرفتے بکف
 و گر فلسفے چنگ بُردی بدوش
 جو اسنے سر از کبر و پندار مست
 پدر بار ہا گفتہ بود سن بہ ہول
 جفاے پدر بُرد و زندان و بند
 گرش سخت گفتی سخن گوے سہل
 خیال غور سن بر اں داشتے
 سپر ننگند شیر خواں ز چنگ
 بہ نرمی زد دشمن توان کند پست
 جو سداں کہے سخت روئی نکرد
 بہ گفتن درشتی مکن با امیر

بدر کرد گویندہ از سر سرود
 کہدورا نشانند و گردن زدند
 تو گفتی شد است از لبط کشتہ خوں
 در اں فتنہ دختر بینداخت زود
 قدح را برو چشم خویش پُراشاک
 بکنند و کردند تو باز جلے
 بہ شستن نمیشد ز روے زخام
 کہ خورد اندران روز چندان شراب
 قفا خوردے از دست مردم چو دف
 بماندے اورا چو طنبور گوش
 چو پیراں بہ کنج عبادت نشست
 کہ پاکیزہ رو با سن و شایستہ قول
 چُناں سودمندش نیامد کہ پند
 کہ بیرون کن از سر جوانی و جہل
 کہ درویش را زندہ نگذاشتے
 نیندیشد از تیغ بُزان جنگ
 چو ہا دورست سختی کنی دشمن اوست
 کہ خایک تا دیب بر سر نخورد
 چو بینی کہ سختی کند سست گیر

بہ اخلاق باہر کہ بینی بساز
 کہ این گردن از ناز کی برکشد
 بشیریں زبانی تو اں بُرد گوے
 نوشیریں زبانی ز سعدی بگیر
 اگر زیر دست است و گر سرفراز
 بگفتارِ خوش دامن سراندر کشد
 کہ پیوستہ تلخی بردند خوے
 ترش روی را گو بہ تلخی بہ میر

باب ششم در قناعت

خدا را ندانست و طاعت نکرد
 قناعت تو انگہ کند مرد را
 سکوئے بدست آورای بے ثبات
 بہر در تن از مرد راعے و ہشی
 خردمند مردم بہنہ پرورند
 کسے سیرت آدمی گوسن کبود
 خورد و خواب تنہا طریقی دوست
 خنک نیک بچنے کہ در گوشہ
 بر آناں کہ شد سیر حق آشکار
 تو خود را از ازاں درچہ انداختی
 بر اوج فلک چوں پر دجرہ باز
 بہ کم کردن از عادت خویش خورد
 کہ بر بخت و روزی قناعت نکرد
 خبر کن حریص جہاں گرد را
 کہ بر سنگ گرداں زوید نبات
 کہ اورا چو می پروری می کشی
 کہ تن پرور اں از ہنر لاغراند
 کہ اول سگ نفس خاموش کرد
 بریں بودن آئین تا بجز دست
 بدست آرد از معرفت نوشہ
 نکردند باطل پرو اختیار
 کہ چہ راز رہ باز نشناختی
 کہ در شہریش بستہ سنگ آرد
 تو اں خویشتن را ملک خوے کرد

کجا سیر وحشی رسد در ملک
 سخت آدمی میرنی پیشه کن
 تو بر کزده تو سخی بر کمر
 که گر پا لنگ از گفت در سخت
 باندازه خور زاد اگر مردمی
 درون جاسی ذکر است وقوت و نفس
 کجا ذکر گنجد کز انبار آن
 ندانند تن پروران آنگی
 دو چشم و شکم پُر نگردد هیچ
 چو دوزخ که سیرش کند از قید
 همی میردت عیسی از لاغری
 بدین اے فرومایه دنیا خضر
 مگر می ندانی که دورا و دام
 پلنگی که گردن کشد بر وحش
 چو موش آنکه نان و پیریش خوری
 نشاید پرید از ترائی تا فلک
 پس آنکه ملک خوئی اندیشه کن
 نگر تا نه پیچد ز حکم تو سر
 تن خویش تن گشت و خون تو ریخت
 چنین پُر شکم آدمی یا چنی
 تو پنداری از بهر ناست و بس
 بسختی نفس می کند پا دراز
 که پُر معده باشد ز حکمت تن
 تنی بهتر این روده هیچ هیچ
 دگر بانگ دارد که بل من مزید
 تو در بند آنی که خر پروری
 جو خر یا بخسب عیسی خضر
 نینداخت جز حرص خوردن بدم
 بدام افتد از بهر خوردن چو موش
 بدامش در افقی و تیرش خوری

باب هشتم در بیان فضیلتِ شکر

احکامیت

نفس می نیارم زو از شکر دوست که شکر ندانم که در خوردن دوست

چگونہ ز ہر سوے شکرے کم
 کہ موجود کرد از عدم بندہ را
 کہ اوصاف مستغرقِ شان اوست
 روان و خرد بخشد و ہوش دل
 نگر تا چہ تشریف دادت ز غیب
 کہ ننگ است نا پاک رفتن بجاک
 کہ مصقل نگیرد چو زنگار خورد
 مکن مکیہ بر زور بازوے خویش
 کہ یار و بگردش در آورد دست
 بتوفیق حق داں نہ از سعی خویش
 سپاس خداوندِ توفیق گوے
 ز غیبت مدد میرسد دم بدم
 بے روزی آمد بجوش ز ناز
 بہستان مادر در آویخت دست
 بدار و دہند آتش از شہر خویش
 زابنوب معدہ خورش یافت است
 دو چشمہ ہم از پرورش گاو اوست
 بہشت است پستان درو جوے شیر
 ولد میوہ نازنین در برش

عطایے ست ہر سوے ازو برتم
 ستایش خداوندِ بخشندہ را
 کرا قوت و صف احسان اوست
 بیعے کہ شخص آفریند ز گل
 ز پشت پدر تا بپایان شب
 چو پاک آفریدت بہش باش پاک
 پیاپے بیفشان از آئینہ گرد
 چو روزی بسی آوری سوے خویش
 چرا حق نمی بینی اے خود پرست
 چو آید بکوشیدنت خیر پیش
 بسر پنچگی کس نہ دست گوے
 تو قائم بخود نیستی یک قدم
 نہ طفلک زباں بستہ بودی ز لاف
 چو تافش بریدند روزی گست
 غریبے کہ رنج آردش دہر پیش
 پس او و دشمن پرورش یافت است
 دو پستان کہ امروز دلخواہ اوست
 کنارو بر مادر دلپذیر
 درخت بالائے جاں پرورش

نه رگمائه پستان درون دل است پس از بنگری شیرخون دل است
 بخونش فرو برده دندان چو نیش سرشته درو مهر خوشنوا و خویش
 چو بازو قوی کرد و دندان سطر بر اندایش دایه پستان بصیر
 چنان صبرش از شیر خامش کند که پستان شیریں فرامش کند
 تو نیز اے که در توبه طفل راه بصیرت فراموش گردد گناه

۲- گفتار اندر نظر صاحب دال در حق نه در اسباب

سرشت است باری شفا در نبات اگر شخص را مانده باشد حیات
 عسل خوش کند زندگان را فرج و لے درو مردن ندارد علاج
 رمق مانده را که جان از بدن بر آمد چه سود انگبین در دهن
 یکے گرز فولاد بر مغز خورد کسے گفت صندل بهالش بدرد
 ز پیش خطر تا توانی گریز ولیکن مکن با قصا پنجه تیز
 درون تا بود قابل شرب و اکل بدان تازه روئی ست دیا کینه شکل
 خراب آنکه این خانه گردد تمام که با هم نساوند طبع و طعام
 فراجت تو و خشکان گرم است و سرد مرکب ازین چهار طبع است مرد
 یکے زین چو بر دیگری یافت دست ترازوے عمل طبیعت شکست
 و گر باد سرد از نفس نگذرد تشنه سینه جان در خروش آورد
 و گر دیگ معده بخوشد طعام تن نامتوین را شود کار خام
 در اینان نه بند و دل اهل شناخت که پیوسته با هم نخواهند ساخت

توانائی تن مداں از خوردش
 بختش کہ گردیدہ بر تیغ و کارو
 کہ لطف حقت می دہد پرورش
 چو روے بخدمت نہی بر زمیں
 نہی - حق شکرش نہاید گزارو
 گدائی است نتیج و ذکر و حضور
 گدایا نہاید کہ باشد غور
 نہ پیوستہ اقطاب او خوردہ

۳۔ گفتار در سابقہ ازل و توفیق خیر

نخت او ارادت بدل بر نہاد
 گر از حق نہ توفیق خیرے رسد
 پس ایں بندہ بر آستان سر نہاد
 بہ میں تا زباں را کہ گفتار داد
 کہ بکشادہ بر آسمان وزمی است
 گر ایں در مکر دے بروے تو باز
 دریں جو نہاد و دروے سجود
 محال است کہ سر سجود آمدے
 کہ باشند صندوقی دل را کلید
 کس از سر دل کے خبر داشتے
 خبر کے رسیدے بسلطان ہوش
 ترا سب دناک دانندہ داد
 ز سلطان بسلطان خبر می برند
 سر آورد و دست از عدم در وجود
 و گر نہ کے از دست وجود آمدے
 بحکمت زباں داد و گوش آفرید
 و گر نہ زباں قصہ برداشتے
 و گر نیستے سنی جاسوس گوش
 مرا لفظ غیرین خوانندہ داد
 دمام ابن دوچوں حاجباں بردند

چه اندیشی از خود که فعلم نکوست ازاں در نگه کن که تقییر اوست
 برو بوستان باں با یوان شاه به تحفه شمر هم دبستان شاه

باب نهم در توبه

الا اے که غمرت بهفتاد رفت مگر خفته بودی که بر باد رفت
 همه برگ بودن بهی ساختی بتدبیر رفتن سپرداختی
 قیامت که بازار مینو نهند منازل باعمال نیکو دهند
 بضاعت بچندالکه آری بری وگر مفلسی شرمساری بری
 که بازار چندالکه آگنده تر تنیدست رادل پر آگنده تر
 ز پنجه درم پنج اگر کم شود دلت ریش سر پنجه غم شود
 چو پنجاه سالت بروں شد دوست غنیمت شمر پنجر و زیکه هست
 اگر مرده مسکین زباں داشته بفریاد و زاری فغان داشته
 که اے زنده چوں هست امکان گفت لب از ذکر چوں مرده برهم نخت
 چو مارا بغفلت بشد روزگار تو بارے دے چند فرصت شمار

باب دهم در مناجات

بیاتتا بر آریم دستے ز دل که نتواں بر آورد فردا ز گل

که بے برگ ماند ز سرهای سخت
 ز رحمت نگرود و تهدیدست باز
 که نوزید گردد بر آورده دست
 بیاتتا بدرگاو مسکین نواز
 که بے برگ اندیش پیش نتوان شست
 که جرم آید از بندگان در وجود
 پامید عفو خداوند گار
 بالغام و لطف تو خورده ایم
 نگرود ز دنیا بختیده باز
 بعقبی همی چشم داریم نیز
 عزیز تو خواری نه بیند ز کس
 بذل گنه شرمسارم مکن
 ز دست تو چه گر عقوبت برم
 جفا بردن از دست همچون خودی
 و گر شرمسارم مکن پیش کس
 سپرم بود کستیں پای
 تو بر دار تا کس نیندازد دم

۲ حکایت

مناجات شریده در غم

بفصل خزاں در نه بینی دخت
 بر آرد تنی دستای نیاز
 پندار ازین در که هرگز نه بست
 همه طاعت آند و مسکین نیاز
 چو شاخ برهنه بر آیم دست
 خداوند گارا نظر کن بجود
 گناه آید از بنده خاکسار
 که یما برزق تو پرورده ایم
 گدا چوں کرم بیند و لطف و ناز
 چو مارا بدینا تو کردی عزیز
 عزیزی و خواری تو بخشی و بس
 خدایا بعزت که خوارم مکن
 مسلط مکن چوں من بر سرم
 بگیتی برترین نباشد بدی
 مرا شرمساری ز روی تو بس
 گرم بر سر افتد ز تو سایه
 اگر تاراج بخشی سرافراز دم

ستم می بلرزو چو یاد آورم

کہ می گفت با حق بزاری بے
 بلطفم بخوان یا براں از درم
 تو دانی کہ مسکین و بیچاره ایم
 نمی تازد این نفس سرکش چنان
 کہ با نفس و شیطان برآید بزور
 بمردان را بہت کہ راہے بدہ
 خدایا بذات خداوند بہت
 بہ لبیک حُجَّاج بہت احرام
 بہ تکبیر مردان شمشیر زن
 بطاعات پیران آراستہ
 کہ مارا دران ورطہ یک نفس
 امیدست او آنان کہ طاعت کنند
 بپاکان کہ آلایشم دور دار
 بہ پیران پشت از عبادت دوتا
 کہ چشم ز روی سعادت بند
 چراغ یقینم سدا راہ دار
 بگردان زنا دیدنی دیدہ ام
 من آن ذرہ ام در ہولے تنہیت
 ز خورشید لطف شعاعے اسم

میگوں کہ دستم بگیرد کسے
 ندارد بجز آستانت سرم
 فروماندہ با نفس امارہ ایم
 کہ عقلش تواند گرفت عنان
 نبرد پلنگان نیاید ز مہم
 وزیں دشنام پناہے بدہ
 باوصاف ہے مثل و مانندیت
 بدفون یشرب علیہ السلام
 کہ مرو و غارا شمارند زن
 بعدق جوانان نوخاستہ
 ز ننگ و دو گفتن بفریادرس
 کہ بے طاعتان را شفاعت کنند
 و گزالتے رفت معذور دار
 ز شرم گنہ دیدہ بر پشت پا
 ز بانم بوقت شہادت بند
 زہد کردم دست کوتاہ دار
 مدہ دست برنا پسندیدہ ام
 وجود و عدم در ظلام تکبیت
 کہ جز در شفاعت نہ بیند کسم

بیسے را نگہ کن کہ بہتر کس است
 مرا گر بگیری با لضان و داد
 خدایا بذلت مراں از درم
 و در از جہل غائب شدم روز چند
 چو عذر آرم از ننگ تروانی
 فقیرم کجبرم گناہم بگیر
 چرا باید از ضعف عالم گریست
 خدایا بغفلت شکستیم عہد
 چہ بر خیزد از دست تدبیر ما
 ہمہ ہر چہ کردم تو بہم زوی
 نہ من سر ز حکمت بدر می برم

گداز از شاہ التفاتے بس است
 بنالم کہ عفو م نہ این وعدہ داد
 کہ صورت نہ بند و در دیگرم
 کنوں کادم در برویم بند
 مگر عجز پیش آورم کے غنی
 غنی را ترحم بود بر فقیر
 اگر من ضعیفم پناہم قویست
 چہ زور آور و با قضا دست جد
 ہمیں نکتہ بس عذر تقصیر ما
 چہ قوت کند با خدائی خودی
 کہ حکمت چنین می رود بر سرم



انتخاب از قصائد سعدی

در حمد باری عز اسمہ

فضلِ خداے را کہ تواند شمار کرد
 آن صنایع لطیف کہ بر فرشِ کائنات
 ترکیبِ آسمان و طلوعِ ستارگان
 بر آفرید و بحر و درختان و آدمی
 الوانِ نغمے کہ نشاید سپاس گفت
 آثارِ رحمتے کہ جہاں سرسبز گرفت
 مسمار کو مسمار بنطیع زمین بدخوت
 اجزائے خاکِ مرده بتشریف آفتاب
 ابر آب داد و بیخ درختانِ مرده را
 چندین ہزار منظرِ زیبا بسا فرزید
 توحید گوے او نہ بنی آدم اندویش
 شکرِ کدام فضلِ بجائے آورد کسے
 گوئی دوامِ روح کہ در کالبدِ دمید
 لال است در وہانِ بلاغتِ زبانِ وصف

تاکیت آنکہ شکر یکے از ہزار کرد
 چندین ہزار صورتِ الوانِ بخار کرد
 از ہر عبرتِ نظرِ ہوشیار کرد
 خورشید و ماہ و انجم و لیل و نہار کرد
 اسبابِ راحتے کہ ندانم شمار کرد
 احوالِ ملتے کہ فلکِ زیر ہار کرد
 تا فرشِ خاکِ بر سر آب استوار کرد
 بستانِ میوہ و چمن و لالہ زار کرد
 شاخِ برہنہ پیر ہنشِ نو بہار کرد
 تاکیت کو نظر نہ سرِ اعتبار کرد
 ہر بلبلے کہ زمرہ بر شاخسار کرد
 حیراں بماند ہر کہ دریں افکار کرد
 یا عقل ارجمند کہ باروح کار کرد
 از غایتِ کرم ز نہاں آشکار کرد

جاں در ریش در بخت نباشد نثار کرد
 مارا بجن عاقبت امیدوار کرد
 فردوس جاے مردم پرہیزگار کرد
 مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد
 دانه گلشت ابله و عقل انتظار کرد
 جاے نشست نیست نباید قرار کرد
 این جاے رفتن ست نشاید قرار کرد
 خردش چنان بکوفت که خاکش غبار کرد
 عادل برفت و نام نگو اختیار کرد
 قارون ز دیں برآمد و دنیا قرار کرد
 بازے رکیک بود که موئے فکار کرد
 کال تکیه باد بود که بر مستعار کرد
 بیدولت آنکه بر همه بیخ اختیار کرد
 الا کسے که در از لیش بختیار کرد
 چوں هر چه بود نیست قصا کردگار کرد
 بد بخت و نیک بخت و گرامی خوار کرد
 چوں صبح در بسیط زمین انتظار کرد
 در گوشی دل نصیحت او گوشوار کرد
 هر شاعرے که مدح ملوک و دیار کرد

سرچیت تا بهاعت او بر زمین نیم
 بخشده که سابقه فضل و رحمتش
 پرہیزگار باش که دادار آسماں
 نابوده رنج گنج میسر نمی شود
 ہر کوی عمل نکرد و عنایت امید داشت
 دنیا کہ جسیر آخرتش خواند مصطفیٰ
 دارالقرار خانہ جاوید آدمی است
 چند استخوان کہ ہاون دوران روزگار
 عالم ببرد و قاعدہ زشت ازو بماند
 عیسیٰ بعزلت از ہمہ عالم کنارہ جت
 محبوبش آرزوے دل اندر کنار کرد
 ما اعتماد بر کرم مستعان کنیم
 بعد از خداے ہر چه پرستند بیخ نیست
 دیں گوئے دولتست کہ بیرون نمی برد
 بیچارہ آدمی چه تواند بسے کرد
 اد بادشاہ و بندہ و نیک و بد آفرید
 سعدی بہر نفس کہ بر آورد در سحر
 ہر بندہ کہ خاتم دولت بنام اورست
 پانا گرفت و خلعت والا امید داشت

شاید گر التفات کند خلعت مزید معبودی که شکر نعمت پروردگار کرد

در صفت روح

بامدادال که تفاوت نکند لیل و نهار
صوفی از صومعه گوخیمه بزن در گلزار
کوه و دریا و درختان همه در تسبیح اند
بلبلان وقت گل آمدن بنالند از شوق
آفرینش همه تنبیه خداوند دل است
ایں همه نقش عجب بر در و دیوار وجود
خبرست که مرغان چمن می گویند
هر که امروند بنده اثر قدرت او
تا که آخر چه بنفشه سر غفلت در پیش
که تواند که دهد میوه رنگین از چوب
وقت آنست که داماد گل از حجاب غیب
آدمی زاده اگر در طرب آید چه عجب
باش تا غنچه سیراب دهن باز کند
مزدگانے که گل از غنچه بروں می آید
باد گیسوی عروسان چمن شانه کند
زاله بر لاله فرو آمده هنگام سحر

خوش بود دامن محراب و تماشاے بهار
وقت آن نیت که در خانه نشینی بریکار
نه همه مستعان فهم کنند این اسرار
نه کم از بلبل مستی کو بنالے بهیشار
دل ندارد که ندارد بختاوند اقرار
هر که فکر نکند نقش بود بر دیوار
کاخرای خفته سر از بالش غفلت بردار
غالب آن رست که فرداش نبیند دیدار
حیف باشد که تو در خوابی و رگس بیدار
یا که داند که بر آرد گل صد برگ افکار
پدر آید که درختان همه گردند نثار
سرور بارع برقص آمده و بید و چار
بامدادال چه سرنافه آهوسے تیار
صد هزار آنچه ریزند عروسان بهار
بوسے نسریں و قمر نفل برود در قطار
راست چوں عارض گلوی خلق کرده یار

باد بوسے سخن آورد و گل و سنبل و بید
 خیری و خطمی و نیلوفر و بوستان افروز
 از عرواں ریختہ برد و گہ خضرای چین
 ایں ہنوز اول آثار جہاں افروزی است
 شاخہا و خیز و شیرہ یاغ اند ہنوز
 عقل حیراں شود از خوشہ زیرین شب
 بندہاے رطب از نخل فرو و آویزند
 تانہ تار یکا شود سایہ انبوہ درخت
 سیب را ہر طرف دودہ طبعیت رنگے
 شکل اعرود تو گوئی کہ بشیرنی و لطف
 حشو انجیر چو حلوا اگر صانع کہ ہے
 آب در پائے ترنج و بہ و بادام رول
 گو نظر باز کن و خلعت تارنج بہیں
 پاک و بے عیب خدا شیکہ بقدر عزیز
 باد شاہی ترید ستور کند یا گنجور
 چشمہ از سنگ بروں آرد و باران از منج
 گر چہ بسیار بگفتیم دریں باب سخن
 تا قیامت سخن اند کرم و رحمت او
 آن کہ باشد کہ بند و مکرم طاعت او

در دکان کچہ رونق یکشاید عطار
 نقشہاے کہ درو خیرہ بماند ابصار
 ہچنان است کہ بر تختہ و دیبا دینار
 باش تا خیمہ زند دولت نیساں دیار
 باش تا حاملہ گردند بالوان شمار
 دہم عاجز شود از حقہ یا قوت آثار
 نقشبندان قضا و قدر شیریں کار
 زید ہر برگ چراغے بنمہ از گلزار
 ہم بدای گوئد کہ گلگونہ کند روی نگار
 کوزہ چند نبات است معلق بر بار
 حب ششخاس کند در غسل شہد بکار
 ہچو در زیر درختان ہشتی انہار
 ایکہ باور کنی فی السبعۃ المختار
 ماہ و غور شید مسخر کند و لیل و شمار
 نقشبندی نہ بشکوف کند یا زنگار
 انگیس از گیس نخل و دراز دریا بار
 اند کے بیش نگفتیم ہنوز از بسیار
 ہمہ گویند و یکے گفتہ نباید ز ہزار
 جائے آنست کہ کافر بکشايد ز تار

نعمت بار خدا یا زهد بیرونست
 این همه پرده که بر کرده ام پیش
 نا امید از در لطف تو گنجشاید رفت
 فعلها نیکه زما دیدی و نپسندیدی
 سعیا راست رواں گوی سعادت برو
 حیف ازین عمر گر نمایم که در لعل برفت
 درو پنهان بتو گویم که خداوند منی
 در مدح انکیانو

بس بگردید و بگردو روزگار
 اے که دستت میرسد کارے کین
 اینکه در شه نامها آورده اند
 تا بدانند این خداوندان ملک
 اینهمه رقند و ما اے شوخ چشم
 ایکه وقتے نطفه بودی در شکم
 مدتی بالا گزشتی تا بلوغ
 همچنیں تا مرد نام آور شدی
 آنچه دیدی بر قرار خود نماند
 دیرو زود این شکل و شخص نازنیں
 گل بخوابد چید بیشک باغبان
 دل بدینا در نه بندد هو شیار
 پیش ازاں کز تو نیاید تیج کار
 رستم و اسکندر و اسفندیار
 کز بے لخلق ست دنیا یادگار
 هیچ نگر نفیم از ایشان اعتبار
 وقت دیگر طفل بودی شیر خوار
 سرو یا لایه شدی سمیں عذار
 فارس میدان و مرد کارزار
 آنچه بینی ہم نماند برقرار
 باد خواهد برد خاکش را غبار
 هر پنچیند خود فرو ریزد ز بار

این همه میبخت چوں میگذرد
 نام نیکو گر بماند ز آدمی
 سال دیگر را که میداند حساب
 خفتگان بیچاره در خاک لحد
 صورت زیبا بے ظاهر هیچ نیست
 هیچ میدانی خرد به یارواں
 آدمی را عقل باید در بدن
 پیش ازاں که درست تو بیرون برد
 هیچ خواهی در طلب رنجی ببرد
 چوں خداوندت بزرگی داد و کم
 چوں زبردستیت بخفید آسمان
 عذر خواهان را خطا کاری بخش
 شکر نعمت را نگو میکن که حق
 لطف او لطفست بیرون از حساب
 گر بهر محنتی زیانے باشد
 نام نیک رفتگان ضائع مکن
 ملک باناں را نشاید روز و شب
 کام مستیهاں و درویشان برآر
 با غریبان لطف بے اندازه مکن

تحت و بخت و امر و ننی و گیر دار
 به کزو ماند سراسے زر بکار
 تا کجا رفت آنکه باما بود یار
 خفته اندر کله سوسو سمار
 اسے برادر سیرت زیبا بیاور
 من بگویم گر بداری استوار
 در نه جان در کالبد دارد حمار
 گردش گیتی زمام اختیار
 خرمنی می بایدت تخم بکار
 خرده از خردوان مسکین در گذار
 زیر دستاں را همیشه نیک دار
 زمینهای را بجاں ده زمینار
 دوست دارد بندگان حق گذار
 فضل او فضلست افزون از شمار
 شکر یک نعمت نگوئی از هزار
 تا بماند نام نیکت بر قرار
 گاہے اندر خمر و گاہے در خار
 تا همه کامت بر آرد کردگار
 تا برمدت نام نیکت در دیار

زور بازو داری و شمشیر تیز
 از درون خستگان پرہیز کن
 منجیق آہ مظلومان بصبح
 بایداں بدر باش و بانیکاں نکو
 دیو با مردم نیا میزد مترس
 ہر کہ دو با مردم بدر پرورد
 بایداں چندانکہ انیکوئی کسی
 ایکہ داری چشم و نعل و گوش و ہوش
 نشکند عہد من الا سنگدل
 بادشاہاں را شنا گویند و مہج
 سعدیا چندانکہ میدانی بگو
 ہر گراخوف و طبع دربار نیست
 دولت لذتین اعظم شہریار
 خسر و عادل امیر نامور
 منما سعدی سیاس نعمت
 یارب اندر کار ما کن یک نظر

گر جہاں لشکر بگیرد غم مدار
 وز دعائے مردم پرہیز گار
 سخت گیر و ظالماں را در حصار
 جائے گل گل باش و جائے خار
 بل برس از مردمان دیو سار
 دیر زود از جاں بر آزدن ہمار
 قتل مار افسون نباشد جز ہمار
 پند من در گوش کن چون گوشوار
 نشنود قول من الا بختیار
 من دعائے ہی کنم درویش و
 حق نشاید گفتن الا آشکار
 از خطا پاکش نہا شد روز تبار
 باد تا باشد بقائے روزگار
 انکیا نو سرور عالی تبار
 سے تواذ گفت چوں سعدی ہزار
 پیش ازاں کہ ما نیاید ہیج کار

در موعظت و نصیحت

ایہا الناس جہاں جائے نئی آسانی نیست مرد و انا بجاں و دشمن از زانی نیست

خفتگان را خبر از زمره مربع سحر
 داروے تربیت از پیر طریقت بستان
 روے اگر چند پر بچره و زیبا باشد
 شب مردان خدا و ز جهان فروز است
 پنجه دیو بازوی ریاضت بشکن
 طاعت آن نیست که برخاک نمی پشانی
 هزار پیروی نفس که در راه خدا سے
 عالم و مابد و صوفی همه طفلان رهند
 با تو ترسم نکند شاهد روحانی روے
 خانه پر گندم و یک جو نفر ستاده بگور
 بری مال مسلمان و چو مالیت بیرند
 آخرت نیست تمنای سر و سامان را
 آنکس از دزد و بر سر که تمنای دارد
 هر که خیمه بصحرای فراغت زده اند
 یک نصیحت ز سر صدق جهانی ارزد
 حاصل عمر تلف کرده و ایام بلبو
 سعدیا گر چه سخندان و مصلح گوئی
 تا بجز من نزد دست امیک که تربست
 گر گدائی کنی از در گه آنکس بارے

چپواں را خبر از عالم انسانی نیست
 کادومی را بتر از علت نادانی نیست
 نتوان دید در آئینه که نورانی نیست
 روشنای را بحقیقت شب ظلمانی نیست
 کایں بسر بچگی ظاهر جسمانی نیست
 صدق پیش آر که خلاص پیشانی نیست
 مردم انگن ترا زین غفلت بیابانی نیست
 مرد اگر هست بجز عالم ربانی نیست
 کالتاس تو بجز لذت نفسانی نیست
 غم مرگت چو غم برگ زمستانی نیست
 بانگ و فریاد بر آری که سلطانی نیست
 سر و سامان ازین بے سر سامانی نیست
 عارفان جع نکردند پریشانی نیست
 گر جہاں جمله بلزد غم ویرانی نیست
 مشغول در سخن فائده جانی نیست
 بگذرانیده بجز حیف و بشمائی نیست
 بعمل کار بر آید بسخندان نیست
 چاره کار بجز زبده بارانی نیست
 که گدایان درین دسر سلطانی نیست

یارب از نیست بہست آمدہ صغ توئم
گر برانی و گرم بندہ مخلص خوانی
نا امید از در لطف تو کجا شاید رفت
وانچہ ہست از نظر علم تو نہیانی نیست
روے نو میدیم از حضرت سبحانی نیست
تو بخشای کہ در گاہ ترانانی نیست

در موعظت

دنیا نیرزد آنکہ پریشان کندے
ایں پنج روزہ مہلت ایام آدمی
بارے نظر بحال عزیزان رفتہ کن
آں پنجہ کماں کش و گشت خط نویس
در ویش و بادشہ نشینم کہ کردہ اند
زاں گنجہائے نعمت و خوار کمال
از مال و جاہ و منصب نیا و تحت و بخت
بعد از ہزار سال کہ نوشیر وال گشت
اے آنکہ خانہ بر رہ سیلاب میکنی
دل در جہاں بند کہ با کس وفا نکرد
مرگ از تو دور نیست و گریست فی مثل
بنیا و خاک بر سر آہست ازین سبب
دنیا مثال بحر عمیق است پرنہنگ
دانا چہ گفت گفت چو غلات غرو نیست

ز نہار بد کن کہ نکردست عاقلے
آزار مردماں نکند حبسہ مغفلے
تا مجمل وجود بہ بینی مفصلے
ہر بندے اوقاتہ بجائے و مفصلے
بیروں ازین دو لقمہ روزی تناولے
با خوشنیتن یگور نہر دند خردے
بہتر ز نام نیک نکردند حاصلے
گویند از و ہنوز کہ بودست عادلے
بر خاک رو و خانہ نباشت معولے
ہرگز نبود دور زماں بے تہدلے
ہر روز باز میرودش پیش منزلے
بیروں نباشد از خللے یا تزلزلے
آسودہ عارفان کہ گرفتند ساہلے
من خود با اختیار نشینم بمعزلے

یعنی خلاف رائے خداوند حکمت است
 آنگه که سر بالاش گورم نهت باز
 بعد از خدای هر چه تصور کنی بعقل
 خواهی که رنگار شوی راستکار باش
 تیر از کماں چو رفت نیاید بشت باز
 باید که قمر و لطف بود بادشاه را
 وقتی ب لطف گوی که سالار قوم را
 وقتی بقهر گوی که صر کوزه نبات
 مرد آدمی نبات اگر دل نوزدش
 هرگز به پیروز حیات گذر شستی
 فی کار و اں برقت و تو خواهی مقیم ماند
 گر من سخن درشت نگویم تو نشنوی
 حق گوی را زبان ملامت بود دراز
 تو راست باش تا دگر اں رستی کنند
 خاص از برای وسوسه دیو نفس را
 تا هر چه گفته باشمت از خیر و حضور
 ایں فکر بکبر من که بحسبش نظیر نیست
 و اں کیست در زمانه که داد آسمان
 نوین اعظم آنکه بتدبیر عقل و رای

امروز خانه کردن و مسند و اتحوی
 از من چه بالشی که بماند ز محلی
 ناچارش آخریت همید و ک اول
 تا عیب جوے را ز سر بر تو مدخل
 پس واجب است در همه کاری تا مل
 ورنی میسرش نشود حل مشکلی
 با گفتگوی حشوق بیاید تحلی
 که گه چنان بکار نیاید که خطلی
 بارے که بنید او خرے افتاده در گل
 خرم کسے شود مگر از موت غافل
 ترتیب کرده اند ترانیز محلی
 بیجا از آینه نبرد رنگ صیقل
 حق نیست آنچه گفتیم اگر هست گو بے
 دانی که بے سطره زفته است جدو
 شاید گرای سخن بنویسی بهیقل
 بعد از تو شرمسار نباشم بحقیقل
 مردم مخوان اگر دهمش جز بمقیقل
 دل دست مرو را همه حسن و شمائل
 امروز در زمانه ندارد دعتا بے

من نمود چگونہ دم زخم عقل و طبع خویش
 منت پذیرا و نہ مخم در زمین یارس
 عمرت در ز باد نکو یکم هزار سال
 نفست ہمیشہ پرو فرمان شرع باد
 تا بلبلان بنالہ در آہند بامداد
 ہموارہ بوستان امیدت شگفتہ باد
 کس پیش آفتاب نکرده است شعلہ
 در خلق کیست آنکہ ندارد فضلہ
 زیرا کہ اہل حق نہ پسندند باطلہ
 تا بر سرش ز عقل بداری موکلہ
 ہر گز کہ سر بر آورد از بوستان گلہ
 سعدی دعا ہے خیر تو گویاں چو بلبلہ

انتخاب از غزلیات سعدی

ای که انکار کنی عالم درویشان را
 کج آزادی و گنج قناعت ملکه است
 طلب منصب فانی نکن صاحب عقل
 جمع گرد و نهاده و بجزرت رفت
 آن بدرمی رود از بار غم به دلشکی دل
 دستگاه نیست که تشویش قیامت باشد
 جان بیکانه ستاند ملک الموت به زجر
 چشم بخت نه بدینیا که عیبی نه بود
 در ازل بود که پیمان محبت بستند
 عاشق سوخته بے سرو سامان ایم
 نفس سر دبر آورد و ضعیف از سر درد
 بند و لبند تو در گوش من آید مہیات

تو چه دانی که چه سود او ایستایشان را
 که به شمشیر میسرنه شود سلطان را
 عاقل آنست که اندیشه کن پایان را
 وین چه دارد که بحسرت بگذارد آن را
 وین بازوی فرح نمی شکن زندان را
 شرح آبی است چه اندیشه کن طوفان را
 زجر حاجت نه بود عاشق جان افشان را
 عارف عاشق شوریده سرگردان را
 نشکن مرد اگر کش سر برود پیمان را
 گفتم اے یار یکن در سر فکر جان را
 گفت مگذار من بے سرو بے سامان را
 من که بر در دهر بھم چه کنم در مان را

سعد یا عمر عزیز است یقظت مگذار

وقت فرصت نشود فوت مگر نادان را

مشتاقی و صبوری از حد گذشت یا را
 اگر تو شکیب واری طاقت نماند مارا

یار بے چشم احساں در حال من نظر کن
سلطان کہ چشم گیر دبرندگان حضرت
من بے تو زندگانی خود را نمی پسندم
چوں تشنه جان سپردم آنکہ چه سود دارد
حال نیاز سندی در وصف می نیاید
باز آو جان شیریں از من ستاں بجز دست
یار ب تو آشنا را ملت ده سلامت
سعدی قلم بستی رفعت است و نیک بختی

بر هر چه پیشیت آید گردان بنه قضا را

اتفاقم بمر کوسے کسے افتاد است
خبر ما برسانید بحرمان چمن
به دلارام بگو اے نفس یا د سحر
پاسے بند تو نخل چه کند گرنه کند
ہمہ کس غم ہوس با خنن مانکنہ
سعدی یا حال پراگندہ گوے آں داند

کہ ہمہ عمر بچوگان کسے افتادہ است

آں را کہ جلسے نیت ہمہ شہر جائے است
بے خانماں کہ بیچ ندارد بجز خداے
مرو خدا بشرق و مغرب غریب نیت
در ویش ہر کجا کہ شب آمد سرے است
اورا گداگوے کہ سلطان گرے است
ہر جا کہ میر و ہمہ ملک خداے است

آن کز توانگری و بزرگی و خواجگی
برگانه شد بهر که رسد آشنای دوست
کو تا بهمتان همه راحت طلب کنند
عاریت بلا که راحت او در بالای دوست
بگذارد هر چه داری و بگذرد که بیج نیرت
ایں پیچ و زخم که هر گز ز قفای دوست
هر آدمی که گشته شمشیر عشق شست
گوئم غم خور که ملک اباد نه بهای دوست

از دست دوست هر پستانانی شکر بود

سعدی رندای خرد مطلب رضا است

نظر خدایه بیناں ز سر موان باشد
سفر نیازمندان ز سر خطا نباشد
همه وقت عارفان را نظر است دیگران را
نظرے صاف دارند و دوم روان باشد
به نسیم صبح یابد که بیا و زنده گردد
که جماد و مردگان را خبر از چاه نباشد
اگر سعادتمند هست که زنده دل بگیری
بجای آنکه او فتادی که در فنا نباشد
بلکه نگر که ظلمت بزاید از وجودت
نه کسی نعوذ باشد که در وصف نباشد
تو خود از کدام شهری؟ که ز دوستان نپری
مگر اندران ولایت که توئی وفا نباشد
اگرم تو خول بریزی بقیامت نگیرم
که میان دوستان این همه جفا نباشد

تو گمان مبر که سعدی ز خطا طول گردد

که گریش تو بے جاینت بکشی جفا نباشد

شب عاشقان بیدل چه شب دراز باشد
تو بیا که اول شب در صبح باز باشد
عجب است اگر تو آنم که سفر کنم ز کویت
به کجار و دکتور که اسیر باز باشد
ز محبت نخواهم که نظر کنم بر ویت
که محبت صادق آنست که پاک باز باشد
بکرشمه عنایت نظرے بسوے ماکن
که دعای درو مندان ز سر نیاز باشد

سخنے کہ نیرت طاقت کہ ز خوشی تن پرستم
 چہیں قیاس کہ دم چو تو دوست می گرفت
 و گریں چو یار بینی ہم دل مگرے سعدی
 قدمے کہ برگزینی یوفا و عہد یاراں

اگر از بلا ترسی مستم بخاز باشد

یاراں بود کہ صبر کنز بر جہاے یار
 گر پر گلوے عاشق صادق نہ تیغ
 یار از برائے نفس گرفتن طریق نیست
 یاراں شنیدہ ام کہ بیاباں گرفتہ اند
 من رہ نہی روم مگر آنجا کہ کوے دوست
 گفتی ہولے بانہ درایام گل خوش است
 بستان بے مشاہدہ دیدن مجاہدہ است
 اے باد اگر نگلشن روحانیاں روی
 مار از درو عشق تو با کس حدیث نیست

ہر کس میان جمع و سعدی بگوشہ

بیگانہ باشد از ہمہ خلق آشناے یار

ساقیامے دہ کہ مادی کش میخانہ ایم
 خوشی تن سوزیم و جاں بر سر نہادہ شمع دا
 اہل دانش را دریں گفتار با ماکا زیت
 با خرابات آشناؤ از خرد بیگانہ ایم
 ہر کجا در مجلس شمع است و ما پروانہ ایم
 عاقلان را کے زباں دارو کہ مادیوانہ ایم

خلق می گویند جاه فضل در فرانگی است گو مباش اینها که زندان نافرمانه ایم
از بیابان عدم وی آمد و فراداشده کمتر از عیشی یک مشتک ندرین کاشانه ایم
سعدیاگر با دوه صافیت باید بازگو

ساقیایم ده که مادر دی کش میخانه ایم
سالمادر پی مقصود بجان گردیدیم دوست در خانه و ما گرد جهان گردیدیم
خود سر ابرده قدرش ز مکان بیرون بود آنکه مادر طلبش کون و مکان گردیدیم
گفته بودیم خلوت که دگر می نخوریم ساقیا با ده بده کن سیرال گردیدیم

سعدیا لشکر خوبان بشکار دل ما
گو میانی که ماصید فلاں گردیدیم

بگذارتا بگرییم چون اے دیهراں کن سنگ ناله خیر روز و دل عیال
باسار باں بگوئی احوال آب چشمم تابر شتر نه بن و محسل بروز باں
هر کو شرب فرقت روزی چشمه با شد داند که سخت با شد قطع امید و دل
بگذار شتر مارا در دیده آب حسرت گریاں چو در قیامت چشم گناه باں
چندین که بر شمر دم از ماجرای عشقت اندوه دل نگفتم الا یک از هزار باں
اے صبح شب نشینان عالم لطافت آمد از بسکه دیر ماندی چو شام روز و دل

سعدی بروز گاراں مهری نشسته بر دل
بیرونی نمی توان کرد الا بروز گاراں

خلاف راستی باشد خلاف اے درویشاں بنه گریخته دای سرے در پائے درویشاں
گرت آئینه باید که نور حق دران بینی نه بینی در همه عالم مگر سیاه درویشاں

قبا بر قد سلطان چنان زیبا نمی آید
 بجا و اسر فرود آمد در ویشاں مغا
 گر از یک نیمه رو آورد سپاه مشرق و مغرب
 کسی که از در ویشاں تواند جست لاد
 نوزدانی سر داری و سیم و سود سر مایه
 که حق جویند و حق دانند و حق بینند و حق جویند
 در عالم چیست از آذر شمع ایشاں قیسه دارد

سرای و سیم و سود و باز عقل و دین دل سعدی
 حریف اینست اگر داری هر سوده در ویشاں

بنده ام گر بلطف می خوانی
 کس نشاید که بر تو بگزینم
 نه در سیمت بهر چه در عالم
 گفتم این درد عشق پنهان را
 باز گفتم چه حاجت است بقول
 نفس را عقل تربیت می کرد
 عشق دانی چه گفت تقوی به را
 چه خبر دارد از حقیقت عشق
 خود پرستان نظر به شخص کنند
 شب قدره بود که دست دهد
 چاکرم گر بقرم رانی
 که تو صورت بکس نمی دانی
 در تو ما را هیچ بستانی
 به تو گویم که هم تو در مانی
 که تو خود در دلی و میدانی
 که طبیعت عنان بگردانی
 پنجه یا ما مکن که نتوانی
 پائے بند هوای نفعانی
 پاک بیناں بصر یزدانی
 عارفان را سماع روحانی

رقص و قہرِ مسلم است ترا کاستن بر دو عالم افشانی
 قصہ عشق را نہایت نیست صبر بیداد درو پنهانی
 سعدیا دیگر این حدیث مگوئے
 تا نگویند قصہ می خوانی

تو خود بصحبت امثال مانبردازی تو صائب ماؤ شما دیر متفق گردد
 کجا به صید طبع بہشت نرسد و آید بر راستی کہ نہ بہمانے تو بودم من
 ز دست ترک خطائی کسے جفا چندین و اگر ملاک منت در خورست با کسے نیست
 کہ ام سنگدل است آنکہ عیب من گوید نہ سرت نہ شود عاشقی و مستوری
 چہ جرم رفت کہ با ما سخن نمی گوئی چہ جرم رفت کہ با ما سخن نمی گوئی
 من از فراق تو بیچارہ سیل می بارم من از فراق تو بیچارہ سیل می بارم
 ہنوز یا ہمہ بد عہدیت دعا گویم ہنوز یا ہمہ بد عہدیت دعا گویم

تو آنچو صاحب دیواں مکن کہ سعدی را
 بیک رہ از نظر خویشتن میندازی

یارب از ما چہ فلاح آید اگر تو نہ پذیری بخداوندی و لطف کہ نظر باز نگیری
 تو ہنوز ہنساں ہو گویم کہ خداوند کریمی یا نگویم کہ تو خود واقف امر ضمیری

گر برانی بگنابان قبیح از در خوشیم
 و بر بنومیدی ازین دربر و دینده عاجز
 دست در دامن عفوت زخم و پاک ندلم
 خالق و خلق نگارنده ایوان رفیع
 حاجت موروے و اندیشه کمتر حیوانے
 گر به خلق خصمی بدر آیندیکے را
 همه را ملک مجاز است بزرگی و امیری
 هم بدرگاه تو آیم که لطیف و خبیری
 دیگرش جائے مانند که تو به شبه نظیری
 که کرمی و حی و حکمی و فتدیری
 خالق صبح و برآرنده خورشید منیری
 بر تو پوشیده مانند که سمعی و بصیری
 چه تفاوت کند آن را که تو مولا و نفیری
 تو خداوند جهانی که نه مردی و نهیری

سعدیامن ملک ملک غنی ام تو فقیری

چاره درویشی و عجز است و گدائی و حقیری

تو از هر در که باز آئی بدی و در عنائی
 ملامت گوے بیاصل ترنج از دست فشار
 چو بلبس روے گل بیند ز بانش محبت آید
 تو صاحب منصبی از حال درویشان نیندیشی
 گمان از تشنگی بروم که دریا تا کمر باشد
 تو خواهی آستین نشان خواهی می در کمش
 درے باشد که از رحمت بر خلق بگشائی
 در آن معرض که چوں یوسف جمال خوشننائی
 مرا در دیت از حیرت فرو بست گویائی
 تو خواب لوده بر چشم بیدار آن بنخشائی
 چو پایم برفت از دست دانستم که دریائی
 مگس جائے نخواهد رفت از دکان حلوائی
 قیامت میکنی سعدی بدی شیرین سخن گفتن

سعدی بدی شیرین سخن گفتن

مسلم فیت طوطی را به پیش تو شکر خانی

سر و سیمینا بصحرای روی
 گر تماشا می کنی در خود نگر
 بدعهدی که بے مای روی
 که خست زین تماشا می روی

می نوازی بنده رایا می کشی
ما خود اندر قید فرمان تو ایم
می نشینی یک نفس یابی روی
تو کجا دیگر به بیخسما می روی
چاں نخواهد بردن از تو پیچ دل
شهر بگیرتی به صحرای روی
اگر قدم بر چشم من خواهی نمود
دیده بر ره می نهم تا می روی
دیده سعدی و دل همراه نیست

تا نه پنداری که تنها می روی

اگرم حیات بخشی و گرم ممت خواهی
من اگر هزار خدمت بکنم گناہگارم
سر بندگی بحکمت بنهم که پادشاهی
تو اگر هزار چوں من بکشی که بے گناهی
همه جانب تو خواب و تو آگ کنی که خوابی
که نظر نیواند که به بندت کماهی
همه عمر تو به کردم که نه کردم از مناهی
کسے از تو چوں گریز که تو اش گریزی
همه شب سخت مسکین سخت مرغ و ماهی
نه عجب که زنده گردم به نسیم صبح گاهی
سخن آن سوزناکم بدید بر و گواهی
و گرای شب درازت بکشد در آرزویت
غم عشق اگر بگویم که زد و ستاں بیوتم
منم اے نگار وحشی که در انتظار رویت

خنصری چو کلک سعدی همه روز در سیاحت

نه عجب که آب حیاں بدر آماز سیاهی

بسیار سفر باید تا پنجه نشود خامی
هر یک قلعه رفته است بر سر انجاست
صوفی نشود هانی تا در نکشد جامی
گر پیر مباحثی و رند خرابانی

ہر کس علی دارد ما گوش یرانہاے
 تو عشق گلے داری من عشق گل انداے
 آخز دعا گوئی یاد آر بدشنامے
 ورنہ کہ بروہیہات ازما بہ تو پیغامے
 ہر روز باد می برد از بوستان گلے
 روئیست ماہ پیکر و موئیست مشکبویے
 بالاسے خاک بیج عمارت مکر وہ اند
 مکر وہ طلعتے ست جہان فریب ناک
 دی بوستانِ نحر م و صحراے لالہ ناز
 و امروز خار ہاے مغیلاں کشیدہ تیغ
 گوئی کہ خود نبود دریں بوستان گلے

سعدی بلب دریا دُر دانہ کجا یابی؟
 در کام ہننگاں رو گرمی طلبی کاے

بخروح میکند دل مسکینِ بلب
 ہر لالہ کہ می دمد از خاک و شنبلی
 کز وہے بد پر و زود نباشد تنجولے
 ہر بامداد کردہ بہ شوخی بچلے
 از بانگِ مرغ درچمن افتادہ غفلے
 کوئی کہ خود نبود دریں بوستان گلے

دُنیا پلے است رہگذر دارِ آخرت
 اہل تمیز خانہ نگسیدند ہر پلے

۹۲۸۵۹۱۵ ج - ب

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

کتب و کتب
 جامعہ
 ۱۔ اراکین مجلس
 مجلس شہادت و نصیب
 ۲۔ اساتذہ جامعہ
 ۳۔ مدرسین و تلامذہ
 ۴۔ علمائے دین و علمائے دنیا
 ۵۔ محققین و مؤلفین
 ۶۔ کاتبین و خطاطان
 ۷۔ مترجمین و تفسیرین
 ۸۔ معتمدین و مدبرین
 ۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۰۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۱۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۲۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۳۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۴۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۵۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۶۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۷۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۸۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۰۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۱۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۲۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۳۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۴۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۵۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۶۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۷۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۸۔ مصلحین و مدبرین
 ۲۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۰۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۱۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۲۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۳۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۴۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۵۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۶۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۷۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۸۔ مصلحین و مدبرین
 ۳۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۰۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۱۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۲۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۳۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۴۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۵۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۶۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۷۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۸۔ مصلحین و مدبرین
 ۴۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۰۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۱۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۲۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۳۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۴۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۵۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۶۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۷۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۸۔ مصلحین و مدبرین
 ۵۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۰۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۱۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۲۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۳۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۴۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۵۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۶۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۷۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۸۔ مصلحین و مدبرین
 ۶۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۰۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۱۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۲۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۳۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۴۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۵۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۶۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۷۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۸۔ مصلحین و مدبرین
 ۷۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۰۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۱۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۲۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۳۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۴۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۵۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۶۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۷۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۸۔ مصلحین و مدبرین
 ۸۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۰۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۱۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۲۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۳۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۴۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۵۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۶۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۷۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۸۔ مصلحین و مدبرین
 ۹۹۔ مصلحین و مدبرین
 ۱۰۰۔ مصلحین و مدبرین

